REGD No P 67
رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

جلد ۱ | ۲۶ اخاء ۱۳۴۰ ہش ۱۵ جمادی الاول ۱۳۸۱ھ ۲۶ اکتوبر ۱۹۶۱ء | نمبر ۴۳

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۲ اکتوبر (بوقت ۸ بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ مظہر ہے کہ:-

کل حضور کی طبیعت نسبتاً بہتر رہی مگر شام کو کچھ اعصابی بے چینی کی تکلیف ہو گئی۔ اس وقت طبیعت ٹھیک ہے۔

احباب حضور کی شفائے کامل و عاجل کے لئے دردو الحاح اور التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور انور کو جلد از جلد صحتیاب فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۲۴ اکتوبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

دہلی کے جلسہ عید میلاد النبی صلعم میں ڈاکٹر تارا چند کی تقریر

(اور)

اسلامی عبادات کی حکمت اور فلاسفی

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن دہلی

(۴)

فضائل روزہ اسلام نے جہاں رمضان المبارک کے روزوں کا حکم دیا ہے۔ وہاں روزہ دار پر بعض پابندیاں بھی عائد کی ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی روزہ کے روحانی تاثرات کا بھی تذکرہ کیا ہے جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے۔ کہ جو روزہ دار ان پابندیوں اور ہدایات کو پیش نظر رکھے گا۔ یقیناً وہی روزہ کی برکات سے متمتع ہو سکے گا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ا۔ الصیام جُنّۃ واذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب فان سابّہ احدٌ او قاتلہ فلیقل انی امرءٌ صائم

ب۔ من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ

یعنی روزے دراصل ڈھال ہیں جب تم میں سے کوئی روزہ سے ہو تو نہ گالی دے اور نہ ہی بے ہودہ گفتگو کرے۔ اگر کوئی اُس روزہ دار کو گالی دے یا فساد کرے تو ایسے شخص کو چاہیئے۔ کہ وہ مد مقابل کو کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔

نیز فرمایا کہ جو شخص روزہ کی حالت میں جھوٹ بولنے اور اس پر عمل کرنے سے نہیں رکتا تو اللہ تعالیٰ کو اس امر کی ہرگز ضرورت نہیں۔ کہ ایسا انسان اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔

ان ارشادات نبوی صلعم سے ظاہر ہے کہ روزہ صرف ظاہری طور پر کھانے پینے سے رُکنے کا نام نہیں جب تک روزہ دار جھوٹ۔ فریب۔ دنگا و فساد۔ گالی گلوچ اور دیگر لغویات سے اجتناب نہیں کرتا اس کا روزہ حقیقی روزہ نہیں۔ وہ یونہی بھوک و پیاس کی شدت و تکلیف برداشت کر رہا ہے۔ کیونکہ روزہ تو اصلاح نفس کا ذریعہ ہے۔ اگر روزہ دار اس مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ تو اُس کا بھوکا اور پیاسا رہنا محض ایک مصیبت ہے۔

مزید برآں سوسائیٹی اور معاشرہ میں بہت سی قباحتوں کا صحیح علاج صرف اور صرف ضبطِ نفس اور صبر ہے۔ اگر ضبطِ نفس جیسی خوبی انسان میں پیدا ہو جائے۔ تو بہت سے فسادات اور باہمی تنازعات پیدا ہی نہ ہوں۔ روزہ اس ضبط نفس اور صبر کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ اس زمانہ میں جب کہ نفس انسانی کو فواحش کی طرف ترغیب دینے کے سامان بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ عریانی جو جنسی کشش کا باعث ہے۔ تہذیب کا جزو اعظم بن چکی ہے۔ ایسے حالات میں نفس کو شہوانی خواہشات و جذبات سے "روزہ" کے ذریعہ کابو میں رکھنا ضروری ہے۔ پس روزہ ضبط نفس اور صبر کا بہترین ذریعہ ہے۔ حضرت شارع علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"الصوم نصف الصبر والصبر نصف الایمان"

کہ روزہ آدھا صبر ہے اور صبر کرنا ایمان کا نصف حصہ ہے

اور ایک صابر روزہ دار آہستہ آہستہ خدا تعالےٰ کی معرفت کو حاصل کر لیتا ہے اللہ تعالےٰ نے خود ارشاد فرمایا ہے۔

"ان اللہ مع الصابرین"

کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اسی طرح ایک حدیث قدسی میں تو واضح طور پر روزہ کی فضیلت "حصولِ تعلق باللہ" بیان فرمائی گئی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ

"الصوم لی وانا اجزی بہ"

روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اُس کا بدلہ ہوں!

کیونکہ روزہ کی حالت میں انسان تصویری رنگ میں تخلقوا باخلاق اللہ کا مظہر بنتا ہے۔ خدا تعالےٰ کھانے پینے کا محتاج نہیں ایک روزہ دار بھی عارضی طور پر کھانے پینے کو چھوڑ دیتا ہے۔ تعلقات ازدواجی سے مجتنب رہتا ہے۔ گویا وہ اللہ تعالےٰ کی صفات کو ایک چھوٹے پیمانے پر اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایسے روزہ دار کی خدا تعالےٰ حوصلہ افزائی فرماتا ہے اور وعدہ کرتا ہے کہ اسے روزہ دار اس روزہ کے بدلہ میں میں تجھ کو ملوں گا۔ اور اسی انعام کا نام "عرفان الٰہی" ہے۔

الغرض روزہ ہمارے جملہ اخلاقی نقائص اور خامیوں کمزوریوں کا علاج اور انفرادی و قومی زندگی میں انقلابی روح پیدا کرنے کے لئے ایک قابل [illegible]

قادیان میں جماعت احمدیہ کا ۷۰واں جلسہ سالانہ

مورخہ ۱۶-۱۷-۱۸ دسمبر ۱۹۶۱ء کو منعقد ہوگا

احباب جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ قادیان میں جماعت احمدیہ کا ۷۰واں جلسہ سالانہ ۱۶، ۱۷، ۱۸ دسمبر ۱۹۶۱ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ احباب جماعت ابھی سے عزم کریں کہ وہ اس روحانی اجتماع کی عظیم الشان برکات سے مستفیض ہوں گے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

خلیل الدین ایم-اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹرز:- انجمن احمدیہ قادیان

ربوہ میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا بیسواں (۲۰) سالانہ اجتماع

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کا روح پرور افتتاحی خطاب

ربوہ ۲۱ اکتوبر۔ کل مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۶۱ء بروز جمعہ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا بیسواں سالانہ اجتماع اپنی مخصوص روایات کے ساتھ شروع ہو گیا۔ گذشتہ سال کی طرح امسال بھی یہ اجتماع دفتر مجلس خدام الاحمدیہ کے وسیع احاطہ میں شامیانوں سے تیار کردہ پنڈال کے اندر منعقد ہوا۔ بعد نماز جمعہ پونے تین بجے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی تشریف آوری پر افتتاحی اجلاس کی کارروائی کا آغاز ہوا تلاوت قرآن کریم کے بعد سید داؤد احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے خدام سے ان کا عہد دہرایا اور پھر مجلس کی سالانہ رپورٹ کا خلاصہ پڑھ کر سنایا۔ بعدہٗ صدر مجلس نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں اجتماع کا افتتاح فرمانے کی درخواست کی۔ اس پر حضرت ممدوح نے اپنا نہایت مؤثر۔ روح پرور اور جامع خطاب جو مضمون کی صورت میں لکھا ہوا تھا۔ اپنی مخصوص پُر شوکت آواز میں پڑھا۔

حضرت میاں صاحب نے اپنے خطاب کے آغاز میں فرمایا۔

سب سے اول تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس اجتماع سے غیر حاضری میرے دل میں بلکہ ہم سب کے دل میں ایک بے چین کرنے والی یاد پیدا کر رہی ہے۔ اس لئے سب سے پہلے آؤ اس وقت ہم سب مل کر حضور کی صحت کے لئے دعا کریں تاکہ خدا کے فضل سے حضور پھر پہلے کی طرح ان اجتماعوں میں شریک ہو کر اپنے روح پرور خطابوں سے احمدی نوجوانوں کو گرمایا کریں (اس کے بعد پُر سوز اجتماعی دعا ہوئی)

دعا کے بعد حضرت میاں صاحب نے اپنے خطاب کو جاری رکھتے ہوئے نوجوانان احمدیت کو توجہ دلائی کہ وہ اپنی عمر کے اس دور کو غنیمت سمجھیں اپنے فرض کو پہچانیں اور اپنے ایمان اور اپنے عمل کو درست رکھیں اور اپنے آپ کو اسلام اور احمدیت کے لئے مفید وجود بنائیں۔

آپ نے فرمایا خلافتِ ثانیہ کا دور زیادہ تر نوجوانوں کے ساتھ ہی شروع ہوا تھا۔ اور جب ہمارے آقا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعوےٰ فرمایا تو اس وقت آپ کو ماننے والوں میں سے بھی اکثر نوجوان ہی تھے۔ میں اپنی قدر و قیمت کو پہچانو اور اپنے ایمان میں وہ پختگی اور اپنے علم و عمل میں وہ روشنی پیدا کرو جو کہ مومنوں کا طرۂ امتیاز ہوتا ہے

حضرت میاں صاحب نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے خدام کو نصیحت فرمائی کہ وہ نمازوں۔ ذکر الٰہی اور دعاؤں میں شغف کی عادت ڈالیں کہ خدا کے ساتھ تعلق قائم کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔

آپ نے اس امر پر خوشی کا اظہار فرمایا کہ خدام الاحمدیہ خدا کے فضل سے اچھا کام کر رہے ہیں۔ تربیتی کورس کا جو سلسلہ جاری ہوا ہے وہ بہت مبارک ثابت ہو رہا ہے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ یہ بیداری ابھی کامل بیداری نہیں ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر احمدی نوجوان اپنے اعمال کا محاسبہ کرے اور ان کی اصلاح کرے اور پھر محبت و پیار کے ساتھ اپنے دوسرے بھائیوں کی بھی اصلاح کرنے کی کوشش کرے۔ اس سلسلے میں آپ نے اس امر کی طرف بھی توجہ دلائی کہ خدام تقریر اور تحریر میں خاص مہارت پیدا کرنے کی کوشش کریں کہ اس زمانہ میں ان کی ضرورت اور قدر و منزلت بہت ہی بڑھ گئی ہے

آپ نے اسلامی پردے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ بیرونی فضا یا آزاد صحبت کے اثر کے ماتحت پردے کے معاملہ میں مسلمانوں میں جو غیر اسلامی رجحان پیدا ہو رہا ہے ہمارے نوجوانوں کو اس کی بھی اصلاح کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

آپ نے خدام الاحمدیہ کے شعبہ خدمت خلق کے کام کو بہت ہی مفید اور مبارک قرار دیتے ہوئے فرمایا خدمت خلق کو بلا امتیاز مذہب و ملت ہر انسان کے لئے وسیع کرو۔ بلکہ جانوروں تک کو اس میں شامل کرو۔ درحقیقت خدام الاحمدیہ کے معنے ہی یہ ہیں کہ وہ ساری دنیا کے خادم ہیں۔ اس سلسلے میں آپ نے فرمایا اگر کوئی بڑا حادثہ مثلاً سیلاب وغیرہ پیش آجائے تو اس صورت میں انفرادی خدمت کی بجائے بہتر یہ ہے کہ اپنی خدمات علاقہ کے سرکاری افسروں کو پیش کر دی جائیں تاکہ یکجائی طور پر وسیع پیمانہ پر خدمت ہو سکے۔

آخر میں حضرت میاں صاحب نے وقار عمل کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ خدام کو چاہیئے کہ اس کام میں بھی ہرگز سستی نہ پیدا ہونے دیں۔ اور جہاں بھی کوئی ایسی خدمت کا موقع پیدا ہو وہ فوراً آوقار عمل کے ذریعہ آگے بڑھیں اور اپنی ظاہری حیثیت اور سوشل مقام کو بھول کر مزدوروں کی طرح کام کریں کہ یہی ہمارے آقا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اسی کی نصیحت فرمائی ہے۔ آپ نے اپنا مؤثر خطاب ختم کرتے ہوئے فرمایا:۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ آپ کے اس اجتماع کو دین و دنیا کے لحاظ سے بابرکت کرے

آپ کا ربوہ میں چند دن کا قیام مفید نتائج پیدا کرنے والا ثابت ہو۔ اور جب آپ واپس جائیں تو آپ کی جھولیاں خدا کے فضل اور رحمت سے بھری ہوں۔

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ کے پانچویں سالانہ اجتماع کا افتتاح

ربوہ ۲۱ اکتوبر۔ کل صبح لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا پانچواں سالانہ اجتماع اپنی مخصوص روایات کے ساتھ شروع ہو گیا۔ افتتاحی اجلاس کی صدارت کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی نے ایک ایمان افروز تقریر فرمائی۔

تلاوتِ قرآن کریم اور نظم کے بعد عہدنامہ دہرایا گیا۔ جس کے بعد حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے خطاب فرمایا۔ آپ نے نہایت اہم تربیتی امور کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ بغض و حسد اور بے جا اعتراضات کرنے کی عادات ایک زہر کا رنگ رکھتی ہیں۔ جو انفرادی اور اجتماعی زندگی کو تباہ کر دیتی ہیں۔ روحانی سلسلوں کے لئے تو ان عادات سے نجات بالخصوص بہت ہی خطرناک ہوتی ہیں۔ لہٰذا ہم کو ان سے ہر ایک کو بچنا چاہیئے۔

افتتاحی تقریر کے بعد صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ حضرت سیدہ ام متین صاحبہ نے خطاب فرماتے ہوئے اہم تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی اور اجتماع کے ایام کو زیادہ سے زیادہ دعاؤں اور عبادات میں گزارنے کی نصیحت فرمائی

اس کے بعد پروگرام کے مطابق بقیہ کارروائی شروع ہوئی۔ اجلاس اول میں ایک ہزار سے زائد مستورات شامل ہوئیں جن میں ۲۵ بیرونی مقامات کی لجنات نامزد کی نمائندگان شامل تھیں۔

[illegible]

حضرت میاں صاحب کے خطاب کے بعد پروگرام کے مطابق اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ اجلاس اول میں ۱۴۶۵ خدام نے شرکت کی جبکہ گذشتہ سال پہلے روز ۱۲۷۸ خدام شامل ہوئے تھے۔

(ملخص از الفضل ۲۲/۱۰/۶۱)

یوم التبلیغ

بتاریخ ۵ نومبر ۱۹۶۱ء بروز اتوار

جملہ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی خدمت میں بذریعہ اعلان ہذا گذارش کی جاتی ہے کہ اس سال جماعتیں اپنی اپنی اپنی جگہ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۶۱ء بروز اتوار یوم التبلیغ منائیں۔ میں جماعتوں کے امراء۔ پریذیڈنٹ صاحبان۔ سیکرٹریان تبلیغ۔ مبلغین کرام۔ مجالس انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ سے گذارش کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنی تمام کوششیں اس دن کو کامیاب بنانے میں صرف کریں۔ اور اپنی اپنی جماعتوں کے وفد بنا کر مختلف جہات میں تبلیغ کے لئے روانہ کریں تا وہ فریضہ جو خدا تعالےٰ نے ہماری جماعت کے ذمہ لگایا ہے۔ اس کی بجا آوری یکجائی طور پر بھی ایک ہی دن میں لائی جا سکے۔ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے تبلیغ کی اہمیت کے پیش نظر ایسے دن منانے کا ارشاد ایک عرصہ سے فرمایا ہوا ہے۔ لہٰذا ہم سب کو اس دن کے منانے میں جوان ہمتی سے کام لینا چاہیئے۔ بعد ازاں اس دفتر کو اپنی اپنی رپورٹیں ارسال کی جائیں۔

خاکسار

مرزا وسیم احمد ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا روح پرور خطاب

دعائیں، ذکر الٰہی، سچ کی عادت اور محنت وہ ذرائع ہیں جن سے تم کامیاب ہو سکتے ہو۔

مجلس خدام الاحمدیہ کے ایک سالانہ اجتماع کے موقعہ پر

فرمودہ ۲۴ اکتوبر سنہ ۱۹۵۲ء بمقام ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

جو خدام یہاں بیٹھے ہیں

وہ خدام کی اس تعداد کا ایک تہائی یا ایک چوتھائی ہیں۔ جو مجھے بتائی گئی ہے۔ خدام الاحمدیہ کا یہ اجتماع تربیتی اور تعلیمی ہوتا ہے۔ کھیلیں وغیرہ تو ایک زائد چیز ہیں۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ منتظمین نے کھیلوں کو اصل چیز سمجھ لیا ہے۔ اور وعظ و نصیحت اور تربیت کو ایک ضمنی اور غیر ضروری چیز فرض کر لیا ہے اس لئے انہوں نے یہ کوشش نہیں کی کہ جبکہ میں خدام الاحمدیہ کو خطاب کرنا چاہتا تھا۔ تو وہ انہیں پورے طور پر یہاں حاضر کرتے۔ اور انہیں میری باتیں سننے کا موقعہ دیتے چونکہ ایسے موقعہ پر باہر سے آئے ہوئے لوگ بھی شامل ہوتے ہیں۔ اس لئے اگر انہیں نکال دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس مجلس میں چار سو یا ساڑھے چار سو سے زیادہ خدام نہیں پر سوں خدام الاحمدیہ کی جو تعداد مجھے بتائی گئی تھی۔ وہ ساڑھے دس سو یا گیارہ سو تھی۔ جو آج لازماً بارہ تیرہ سو ہونی چاہیئے تھی۔

(حضور نے دفتر والوں سے دریافت فرمایا کہ اس سال کتنے خدام اجتماع میں شامل ہوئے ہیں۔ اور پچھلے سال اجتماع میں شامل ہونے والے خدام کی کیا تعداد تھی۔ اس پر دفتر کی طرف سے جو اعداد و شمار پیش کئے گئے وہ یہ تھے۔

سال گزشتہ	۸۷۶
موجودہ سال	۱۰۶۲

حضور نے فرمایا۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے

کہ اس سال پونے دو سو خدام زیادہ آئے ہیں لیکن جہاں تک میرا تاثر ہے۔ دفتر مرکزیہ اعداد و شمار کو کوئی خاص اہمیت نہیں دیتا حالانکہ اس سے کئی نتائج نکالے جا سکتے ہیں ہر دفعہ سوال کرنے پر ہانپتے۔ کانپتے اور لرزتے ہوئے اعداد و شمار پیش کئے جاتے ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اعداد و شمار کے کام کو اتنی اہمیت نہیں دی جاتی جتنی کبڈی۔ فٹ بال کے میچوں کو دی جاتی ہے۔ ورنہ

تمام اعداد و شمار

ہر وقت اپنے پاس رکھے جاتے اور منتظمین سوال کرنے پر دلیری سے جواب دیتے۔ اور پھر صرف ایک سال کے ہی نہیں۔ دفتر کے پاس ہر سال کا ریکارڈ ہونا چاہیئے۔ یعنی انہیں سوال کرنے پر فوری طور پر بتانا چاہیئے کہ سنہ ۱۹۵۲ء میں کتنے خدام آئے۔ سنہ ۱۹۵۱ء میں کتنے آئے۔ سنہ ۱۹۵۰ء میں کتنے آئے سنہ ۱۹۴۹ء میں کتنے آئے۔ سنہ ۱۹۴۸ء میں کتنے آئے۔ اعداد و شمار ہی کسی قوم کا اصل ٹمپریچر ہیں۔ آجکل بیماریوں کی تشخیص ٹمپریچر دیکھ کر کی جاتی ہے جب ٹمپریچر معلوم ہو جاتے تو انسان کو یہ تسلی ہو جاتی ہے کہ مرض کی یہ شکل ہے۔ ٹمپریچر ہی بتاتا ہے کہ مرض خراب ہو رہا ہے یا مریض کو شفا ہو رہی ہے یا لمبا ہو رہا ہے۔ پھر ٹمپریچر ہی بتاتا ہے کہ مرض خراب ہو رہا ہے یا مریض شفا کی طرف جا رہا ہے۔ پھر ٹمپریچر ہی بتاتا ہے کہ سوزش یا خرابی زہر کی طرف جا رہی ہے۔ یا شفا کی طرف جا رہی ہے۔ غرض

اعداد و شمار نہایت ہی اہم چیز ہیں

جن کی طرف مجلس خدام الاحمدیہ نے کبھی توجہ نہیں کی۔ اور مجھے ہر سال ہی اسے تنبیہہ کرنی پڑتی ہے۔ حالانکہ ان کے پاس ہر سال کا نہیں ایک ایک دن کا بلکہ ہر صبح و شام کے اعداد و شمار کا ریکارڈ ہونا چاہیئے کیونکہ اعداد و شمار ہی تفصیلی ٹمپریچر ہیں کسی قوم یا جماعت کی صحت و تندرستی کا۔ اس کے بغیر کسی قوم کی مرض یا صحت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ میں نے خدام الاحمدیہ کو پہلے بھی کئی بار اس طرف توجہ دلائی ہے۔ اور اب پھر توجہ دلاتا ہوں کہ

اس اجتماع کا مقصد

خالی کھیل کود نہیں۔ بلکہ اس کی غرض نوجوانوں کے اندر وہ قربانی اور اخلاص پیدا کرنا ہے۔ جس کے ساتھ وہ اپنے فرض کو صحیح طور پر ادا کر سکیں۔ مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ خدام الاحمدیہ نے ابھی تک اپنے فرض کو صحیح طور پر ادا نہیں کیا بلکہ میں نے دیکھا ہے کہ بعض جگہوں پر نوجوانوں کی اس تنظیم کی وجہ سے ان میں

اعتراض کرنے کی عادت

پیدا ہو گئی ہے۔ آج ہی ایک خادم مجھے ملنے آئے۔ تو وہ کہنے لگے۔ ہماری جماعت میں یہ خرابی ہے۔ وہ لکھا ایسے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ جس نے ایک وقت میں سلسلہ کی اعلےٰ خدمت کی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اگر ان کی روایات اعلےٰ تھیں تو انہوں نے اپنے آپ کو کیوں اس رنگ میں منظم نہ کیا۔ کہ جماعت انہیں آگے لے آتی۔ اور جب لوگ امیر بناتے تو انہی میں سے کسی کو بناتے۔ اگر جماعت کے لوگوں نے ان میں سے کسی کو امیر نہیں بنایا۔ تو اس کے یہی معنے ہیں۔ کہ اب ان کے سلسلہ کے ساتھ پہلے کی طرح اچھے تعلقات نہیں۔ ورنہ جماعت کے لوگوں کو ان سے کوئی دشمنی نہ تھی کہ وہ انہیں نظر انداز کر دیتے۔ اگر مقامی جماعت نے انہیں آگے نہیں آنے دیا۔ ان میں کوئی خرابی ضرور تھی۔ خالی شکایات کرنے سے کوئی نتیجہ نہیں نکلتا

اس کے تو یہ معنے ہیں

کہ کام کرنے والوں کو ہٹا دیا جائے اور نکموں کو آگے لایا جائے۔ اور جماعت کو آوارہ چھوڑ دیا جائے۔ یہ بات قطعی طور پر غلط ہے۔ ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے۔ ایک غیر ملک سے مجھے شکایت آئی کہ جماعت فلاں شخص سے کام لے رہی ہے۔ حالانکہ وہ منافق ہے میں نے اسے جواب میں یہی لکھا کہ آپ کے نزدیک جماعت کا کچھ حصہ تو منافق ہے۔ اور کچھ حصہ جماعت میں شامل تو ہے لیکن کام سے غافل ہے۔ اور جماعت کی کوئی خدمت نہیں کرنا چاہتا۔ آپ کے نزدیک جو لوگ غافل ہیں اور جماعت کی کوئی خدمت نہیں کرنا چاہتے۔ وہ تو مومن ہیں۔ اور جو خدمت کرتے ہیں وہ منافق ہیں اب ظاہر ہے کہ سلسلہ ان لوگوں سے کوئی کام نہیں لے سکتا۔ جو کام نہیں کرتے۔ اس لئے اب سوائے اس کے اور کیا چارہ ہے کہ وہ ان لوگوں سے کام لے جو کام کرنا چاہتے ہیں۔ آپ لوگ تو سلسلہ سے بے غرض ہو گئے۔ وہ آپ سے کام کیسے لے اگر کسی نے کام کرنا ہے تو اُسے اُنگلی ہلانی پڑے گی۔ بغیر اُنگلی ہلانے کے کوئی کام نہیں ہو سکتا بہر حال ہم اسی سے کام کرنے کے لئے کہیں گے جو کام کرے۔ اللہ تعالیٰ نے

کراچی کی جماعت

کو ہر نظر بد سے بچائے۔ اُنہوں نے فسادات کے ایام میں نہایت اعلےٰ درجہ کا نمونہ دکھایا اور ایسی قابلیت کا مظاہرہ کیا کہ وہ نائب مرکز ہو گئے یہی وجہ تھی کہ میں نے اعلان کیا کہ کراچی میں بھی ایک صدر انجمن احمدیہ ہو گی۔ تا اگر جماعت کا مرکز کسی وقت معطل ہو جائے۔ تو وہ کام سنبھال سکے۔ کیونکہ مجھے امید تھی کہ جب انہوں نے بغیر ذمہ داری کے اتنا کام کیا ہے تو اگر ان پر ذمہ داری ڈال دی جائے گی تو وہ کام کو وقت پر سنبھال سکے گی۔ پنجاب کی جماعتوں کو میرا یہ فعل بُرا لگا۔ اور اُنہوں نے اعتراض کیا کہ کراچی میں بھی صدر انجمن احمدیہ بن گئی ہے اب وہ عملی پیدا ہو جائے گی۔ میں نے انہیں یہی جواب دیا کہ یہ حسد ہے جو لوگ کام کریں گے۔ بہر حال

وہی آگے لائے جائیں گے

اور جو لوگ کام نہیں کریں گے۔ وہ بہر حال گر جائیں گے اگر کسی خاندان نے کسی وقت کام کیا ہے۔ تو ہمیں اس سے انکار نہیں۔ لیکن اگر اب وہ کام نہیں کرتے تو سلسلہ انہیں کیوں آگے لائے۔ سلسلہ تو انہیں لوگوں کو آگے لائے گا جو ایثار اور قربانی کا اعلےٰ نمونہ دکھائیں گے۔ دوسری جماعتوں اور خاندانوں کو اپنا وقار رکھنا مقصود ہے تو وہ کام کریں۔ اور پھر کام بھی دیانت اور تقوےٰ سے کریں۔ لیکن اگر وہ یہ چاہتے ہیں کہ چونکہ ان کے باپ دادوں نے کام کیا تھا۔ اس لئے انہیں عزت ملنی چاہیئے تو یہ غلط ہے ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

جماعت نے اگر زندہ رہنا ہے

تو وہ ایسے وجودوں کو الگ پھینک دے گی یہ بے حیائی کی علامت ہے کہ جو کام نہ کرے اسے لیڈر بنا لیا جائے۔ اگر کسی خاندان نے

کسی وقت خدمت کی ہے اور اب اگر اولاد
کام کرنا نہیں چاہتی تو ان خاندانوں کو آگے
آنے کا کوئی حق نہیں۔ کیونکہ ان کی اولاد
اب کام کرنا نہیں چاہتی۔ بلکہ وہ یہ چاہتی ہے
کہ انہیں محض اس لئے عزت دی جائے کہ ان
کے باپ دادوں نے کسی وقت کام کیا
[illegible] جو کام کر سکے بہرحال وہی آگے آئیں گے
اور جو کام نہیں کریں گے وہ آگے نہیں آئیں گے
میں نے شروع میں بتایا تھا کہ مجلس خدام الاحمدیہ
کو قائم کرنے کی غرض یہی تھی کہ

نوجوان دین میں ترقی کریں

اور اس قابل ہو جائیں کہ انہیں عزت دی جائے
مگر گذشتہ حالات سے خدام الاحمدیہ نے
کوئی زیادہ فائدہ نہیں اٹھایا۔ تمہاری غلطیوں
کی وجہ سے یا ہماری غلطیوں کی وجہ سے۔
بعض ایسی دیواریں قائم ہو گئی ہیں۔ کہ اب
سوائے خدا تعالےٰ کے کوئی انہیں توڑ نہیں
سکتا۔ تم اگر یہ سمجھتے ہو۔ کہ ہم تدبیر سے انہیں
توڑ لیں گے تو یہ غلط ہے۔ خدا تعالےٰ ہی
انہیں توڑے تو توڑے اور

اس کی یہی صورت ہے

کہ تم دعائیں کرو۔ تہجد پڑھو اور ذکر الٰہی کرو
یہی ذرائع ہیں جن سے یہ دیواریں ٹوٹ سکتی
ہیں۔ اور کامیابی ہو سکتی ہے۔ لیکن افسوس
ہے کہ میرے پاس ایسی رپورٹیں آرہی ہیں کہ
نوجوانوں میں نماز اور دعا کی اتنی عادت
نہیں رہی جتنی پہلے [illegible] لوگوں میں
تھی اور یہ نہایت خطرناک بات ہے تمہارے
لئے تو پرانے لوگوں سے زیادہ فتنے ہیں
اس لئے پہلوں کے مقابلہ میں تمہارے
سامنے بہت زیادہ مشکلات ہیں اور ان کو
دور کرنا اور ان کا مقابلہ کرنا تمہارے بس
اور طاقت میں نہیں اس کا مقابلہ تو وہی کرے
گا۔ جو خدا تعالےٰ تک پہنچ سکے اور جب خدا
تعالےٰ کسی بات میں دخل دیتا ہے تو وہ
آپ ہی آپ حل ہو جاتی ہے۔ پس اگر تم نے
موجودہ مشکلات کا مقابلہ کرنا ہے تو تمہیں

اپنے اندر اصلاح پیدا کرنی چاہیئے

میں نے پہلے بھی جماعت کو توجہ دلائی ہے اور
اب پھر توجہ دلاتا ہوں کہ تمہاری غرض نعرے
اور کبڈیاں نہیں۔ نعرے اور کبڈیاں بالکل
بیکار ہیں۔ یہ نعرے اور کبڈیاں تو محض ایسے
ہی ہیں جیسے کوئی شخص پڑھے بچے، تو ان پر
فیتے سے اپنا نام لکھوا لے۔ یہ بیکار چیزیں
ہیں۔ تم نمازوں اور دعاؤں میں ترقی کرو۔
اور نہ صرف خود ترقی کرو بلکہ ہر شخص اپنے
ہمسایہ کو دیکھے اور اس کی نگرانی کرے۔ تاکہ
ساری جماعت اس کام میں لگ جائے۔ تم
حسد کی عادت پیدا نہ کرو۔ بلکہ آپس میں

تعاون کی روح پیدا کرو

خدام الاحمدیہ کی تنظیم تمہارے سپرد ہوگی
کے طور پر ہے تاکہ جب تمہیں خدمت کا موقع
ملے تو تم میں اتنی قابلیت ہو کہ تم امیر بن جاؤ
یا سیکرٹری بن جاؤ۔ اس لئے تمہیں جماعت
کے عہدیداروں سے بجائے ٹکراؤ کے تعاون
سے کام لینا چاہیئے۔ لیکن مجھے افسوس سے
کہنا پڑتا ہے کہ بعض جگہ خدام الاحمدیہ کی تنظیم
اور جماعت کی دوسری تنظیموں میں ٹکراؤ پیدا
ہو گیا۔ پھر جو لوگ یہ شکایت کرتے ہیں کہ ان
کا امیر اچھا نہیں خود ان کے متعلق رپورٹیں
آتی رہتی ہیں کہ ان کی دینی حالت گر رہی ہے
پس تم اپنی ذکر الٰہی کی عادت اور اخلاص
اور نمازوں کو درست کرو جب یہ چیزیں درست
ہو جائیں گی تو خود بخود لوگ تمہیں آگے لے
آئیں گے اور یہ شکوے سب ختم ہو جائیں
گے تم اپنے اندر

نماز کی پابندی کی عادت پیدا کرو

اور جھوٹ سے بکلی پرہیز کرو۔ جھوٹ ایسی چیز
ہے۔ کہ اگر انسان اس کو چھوڑ دے تو اس
کی دھاک بیٹھ جاتی ہے۔ جھوٹ کو انسان
سب سے زیادہ چھپاتا ہے۔ لیکن سب سے زیادہ
وہی ظاہر ہوتا ہے۔ جھوٹ ایک ایسی بدی ہے
کہ تمام لوگ اس کو جلدی سمجھ لیتے ہیں اور اگر
انہیں دوسرے کو جھوٹا کہنے کی جرأت نہ
ہو تو وہ کم از کم اپنے دلوں میں یہ بات ضرور
لے جاتے ہیں کہ فلاں شخص جھوٹا ہے اور

سچ ایک ایسی نیکی ہے

کہ منہ پر کوئی شخص سچے انسان کو سچا کہے نہ
کہے وہ اپنے دل پر یہ اثر لے جاتا ہے کہ
فلاں شخص سچا اور راست باز ہے۔ اگر
خدام الاحمدیہ یہ کام کر لیں کہ ان کے اندر
سچائی کا جذبہ پیدا ہو جائے۔ تو ان کی اخلاقی
برتری ثابت ہو جائے گی اور کسی شخص کو
ان پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں ہوگی۔ ہر شخص
یہی سمجھے گا کہ انہیں ذلیل کرنا سچ کو ذلیل کرنا ہے
اور کوئی قوم یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ سچ کو
ذلیل کیا جائے۔
پھر

محنت کی عادت ہے

دنیا میں تمام ترقیات محنت سے ملتی ہیں بعض
لوگ کہتے ہیں کہ احمدیوں کو رعایتاً عہدے
مل جاتے ہیں۔ اگر تم کام میں سست
ہو گئے تو کہنے والوں کو اس بات کا یقین
ہو جائے گا اور وہ سمجھیں گے کہ انہیں عہدے
محض رعایت کی وجہ سے ملتے ہیں۔ ورنہ ان
میں کام کرنے کی قابلیت موجود نہیں لیکن
اگر وہ دیکھیں کہ احمدی جان مار کر کام کرتے
ہیں اور حکومت اور ملک کو اتنا فائدہ
پہنچاتے ہیں۔ جتنا فائدہ دوسرے لوگ
نہیں پہنچاتے تو ہر ایک شخص کو یہ تسلیم کرنا
پڑے گا کہ یہ کہنا کہ احمدیوں کو عہدے
رعایتاً دیئے جاتے ہیں غلط ہے۔ ہم اس
اعتراض کا یہی جواب دیتے ہیں کہ تم وہ
آدمی لاؤ جس کو بطور رعایت کوئی عہدہ ملا
ہو۔
فرض کرو کوئی احمدی دیانت سے کام
کر رہا ہے وہ

ملک اور قوم کی خیر خواہی

کر رہا ہے اور اس کا طریق عمل اور اس کی
مسل اور اس کے کاغذات اس بات کی
شہادت پیش کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے
ہم جلیسوں۔ ہم عمروں اور ہم عہدوں میں
سب سے بہتر کام کرنے والا ہے۔ اور
مخالف اس کا نام لے کر کہے کہ فلاں
کو عہدہ بطور رعایت ملا ہے۔ تو اس کا
ریکارڈ اس اعتراض کو دور کر دے گا
لیکن اگر تمہارے کام کا ریکارڈ اچھا
نہیں۔ اور معترض تمہارا نام لے تو ہمارے
لئے اس اعتراض کا جواب دینا مشکل ہو
جائے گا
پس تم

اپنے اندر محنت اور دیانتداری پیدا کرو

تاکہ تم پر کوئی اعتراض ہی نہ کر سکے۔ کہ تمہیں
رعایتاً ترقی دی گئی ہے۔ بلکہ میں تو یہاں
تک کہوں گا۔ کہ اگر تم میں سے کسی کو یہ
نظر آتا ہو کہ اسے رعایت سے ترقی دی
گئی ہے تو وہ اس عہدہ سے استعفےٰ
دے دے۔ کیونکہ اس سے زیادہ
شرمناک بات اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ کہ
انسان کسی اور شخص کی سفارش سے
ترقی حاصل کرے۔ شیخ سعدی رح نے کہا
ہے ؎

حقا کہ با عقوبت دوزخ برابر است
رفتن بپائے مردیٔ ہمسایہ در بہشت

خدا کی قسم ایسی جنت دوزخ کے برابر ہے
جس میں انسان کسی ہمسایہ کی سفارش سے
داخل ہوا ہو۔ اگر کسی شخص میں اس کام کی
اہلیت نہیں پائی جاتی۔ جو اس کے سپرد کیا گیا
ہے۔ تو

اسے سمجھ لینا چاہیئے

کہ اس عہدہ کے لئے اس کی سفارش رعایتی
طور کی گئی ہے اور اس کا فرض ہے کہ اگر
اس کے اندر غیرت پائی جاتی ہو تو
وہ استعفےٰ دے کر الگ ہو جائے۔ پس
تم اپنی عقل۔ محنت اور قربانی سے یہ بات
ثابت کر دو کہ تم اپنے افسران ہم جلیسوں
اور ہم عمروں سے بہتر ہو۔ اگر تم

اس مقام کو حاصل کر لو

تو لازمی طور پر تم اس الزام سے بچ جاؤ
گے کہ تمہیں کسی رعایت کی وجہ سے ترقی
دی گئی ہے۔ میں کراچی گیا تو مجھے بتایا گیا
کہ ایک احمدی کے متعلق لکھا گیا کہ
اسے ملازمت سے برطرف کر دیا جائے۔
کیونکہ وہ نااہل ثابت ہوا ہے۔ لیکن
حکومت نے بعض

انصاف کے قواعد

بھی بنائے ہوئے ہیں تاکہ لوگ ایک دوسرے
پر ظلم نہ کریں۔ ان میں سے ایک قانون یہ بھی
ہے کہ جب کوئی افسر اپنے ماتحت کے متعلق
اس قسم کے ریمارک کرے۔ تو اس کارکن
کو اس محکمہ سے تبدیل کر کے کسی دوسری جگہ مقرر
کیا جائے اور اگر وہاں بھی اس کا افسر اسی
قسم کے ریمارکس کرے تو اسے نکال دیا جائے
چنانچہ اس احمدی کے متعلق جب افسر نے
یہ سفارش کی کہ اسے نکال دیا جائے یہ
نااہل ہے۔ تو حکومت نے

اُسے ایک اور محکمہ میں بھیج دیا

جو ایک مرکزی ادارہ تھا ۶ ماہ یا سال کے
بعد جب یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ اس کے
متعلق کیا کیا جائے۔ تو اتفاقی طور پر
اس کی تبدیلی کے احکام بھی جاری ہو گئے
اس پر ادارے نے لکھا کہ اس کے بغیر
ہمارا کام نہیں چل سکتا۔ اسے تبدیل نہ کیا
جائے۔ اعلےٰ افسروں نے لکھا کہ یہ عجیب
بات ہے کہ اس کا ایک افسر تو لکھتا ہے کہ یہ
نااہل ہے اسے برطرف کر دیا جائے۔ اور
دوسرا افسر کہہ رہا ہے کہ اسی نے آکر ہمارا
کام سنبھالا ہے۔ بہرحال چونکہ ہم نے فیصلہ
کرنا ہے کہ یہ شخص اہل ہے یا نااہل۔ اس لئے
اس کی تبدیلی کے احکام رک نہیں سکتے۔
چنانچہ اسے

وہاں سے تبدیل کر دیا گیا

اور کچھ عرصہ کے بعد اس تیسرے افسر سے اس
کے متعلق رپورٹ کی گئی۔ اس نے لکھا کہ میں
نے اپنی پاکستان کی پانچ سالہ سروس میں
اس قابلیت اور ذہانت کا آدمی نہیں دیکھا
چنانچہ [illegible] اعلےٰ افسروں نے پہلے افسر
کے ریمارک بدل دیے اور کہا کہ یہ شخص ترقی
دیئے جانے کے قابل ہے۔ غرض یہ بالکل
غلط ہے کہ احمدیوں کو رعایتی طور پر عہدے
دیئے جاتے ہیں۔ لیکن اگر تمہیں کسی نے اہل
سمجھ کر بھرتی کر لیا ہے۔ اور وہ بھرتی کرنے
والا احمدی ہے یا غیر احمدی۔ اور اس پر الزام
لگ رہا ہو کہ اس نے تمہاری ناجائز حمایت
کی ہے تو کیا تم میں اتنی غیرت بھی نہیں کہ اس
نے تم پر جو احسان کیا ہے تم اس کا بدلہ اتارو
اور اس کی عزت کو بچاؤ۔ اس کا صرف ایک
ہی ذریعہ ہے۔ اور وہ یہ کہ

تم ملک اور قوم کی اتنی خدمت کرو

اتنی قربانی اور ایثار کرو کہ ہر ایک شخص یہ
کہے تم سے کوئی رعایت نہیں کی گئی۔ بلکہ سفارش
کرنے والے نے تمہاری سفارش کر کے اپنی
دانائی کا ثبوت دیا ہے۔ کیونکہ اس نے
اس شخص کو چنا ہے۔ جس کے سوا اور کوئی
مستحق ہی نہیں تھا۔

پھر میں کہوں گا کہ اگر تم خدمت خلق کرتے ہو تو تمہیں اس کے مفید طریق اختیار کرنے چاہئیں میں نے

کراچی کی رپورٹ سنی ہے

وہ نہایت معقول رپورٹ تھی۔ میرے نزدیک وہ رپورٹ تمام مجالس تک پہنچانی چاہیئے تا کہ وہ اس سے سبق حاصل کریں۔ یہاں رپورٹوں میں عام طور پر یہ درج ہوتا ہے کہ اتنے لوگوں کو رستہ بتایا گیا۔ حالانکہ یہ نہایت ادنیٰ نیکی ہے۔ اور یہ ایسی ہی بات ہے جیسے کہتے ہیں کہ کسی نے اپنی ماں کو پنکھا جھلنے پر ایک زچہ کو مقرر کیا اس کی ماں بیمار تھی۔ مریضہ پر ایک مکھی بیٹھ گئی۔ زچہ نے ایک پتھر اٹھا کر اس مکھی پر دے مارا۔ جس سے وہ مکھی تو شاید نہ مری لیکن اس کی ماں مر گئی۔ یہ کوئی خدمت نہیں ہے جسے بڑے فخر کے ساتھ خدمت خلق کا کام قرار دیا جاتا ہے۔ نہ وہ کام کرد جو کھوس اور نتیجہ خیز ہو اور اس کے لئے خدام الاحمدیہ

کراچی کی رپورٹ بہترین رپورٹ ہے

جو تمام مجالس میں پھیلانی چاہیئے تا انہیں معلوم ہو کہ انہوں نے کس طرح خدمت خلق کا فریضہ سرانجام دیا۔ میں تمہیں اس کا چھوٹا سا طریق بتاتا ہوں۔ اگر تم میں جوش پایا جاتا ہے کہ

تم ملک اور قوم کیلئے مفید وجود بنو

تو تم اس پر عمل کرو۔ اس وقت جو خدام حاضر ہیں ان میں سے جو لوگ تجارت کا کام کرتے ہیں وہ کھڑے ہو جائیں (حضور کے اس ارشاد پر چالیس خدام کھڑے ہوئے) پھر فرمایا جو خدام صنعت و حرفت کا کام کرتے ہیں وہ کھڑے ہو جائیں (حضور کے اس ارشاد پر اڑتالیس خدام کھڑے ہوئے) اس کے بعد حضور نے فرمایا۔ وہ ذریعہ جو میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ تم ارادہ اور عزم کرلو کہ تم میں سے ہر ایک نے اس سال کسی ایک شخص کو تجارت پر لگانا ہے چاہے وہ تمہارے رشتہ داروں میں سے ہو کوئی غیر ہو۔ اسی طرح صناع یہ عہد کرے کہ اس نے اس سال کسی نہ کسی شخص کو اپنا کام سکھانا ہے۔ ایک سال میں وہ شخص ماہر کاریگر تو نہیں ہو سکتا لیکن اگر وہ کام میں لگ جائے گا تو اگلے سال مہارت حاصل کرلے گا۔ لوہار کسی ایک شخص کو لوہارے کا کام سکھا دے۔ معمار کسی ایک شخص کو معمار کا کام سکھا دے۔ ترکھان کسی ایک شخص کو ترکھانے کا کام سکھا دے۔ موچی کسی ایک شخص کو موچی کا کام سکھا دے۔ اسی طرح دوسرے لوگ

اپنے اپنے فن ایک ایک شخص کو سکھا دیں

مرکزی ادارہ کو چاہیئے کہ وہ ان خدام کے نام لکھ لے اگلے سال ان سے پوچھا جائے گا کہ انہوں نے اس ہدایت پر کس حد تک عمل کیا ہے۔ اگر تم اس کام کو شروع کر دو تو دو چار سال میں تم دیکھو گے کہ اس طریق پر عمل کرکے تم مذہب ملک اور قوم کے لئے نہایت مفید ثابت ہو سکو گے۔ مگر یاد رکھو تم یہ سوچنے میں نہ لگ جانا کہ جس کو کام پر لگایا جائے وہ تمہارا رشتہ دار بھی ہو۔ چاہے وہ غیر ہی ہو تم نے ہر حال اسے کام سکھانا ہے۔ دوسرے یہ بھی یاد رکھو کہ بعد میں کسی صلہ کی امید نہ رکھنا۔ احسان ہو جانے کے بعد اس کے صلہ کی امید رکھنا

قرآن کریم کی تعلیم

کے خلاف ہے۔ قرآن کریم بتاتا ہے کہ تم احسان کرکے بدلہ کی امید نہ رکھو۔ تمہارا ایسا امید کرنا تمہارے احسان کو باطل کر دے گا۔ تم یہ نیت کرکے کام سکھاؤ کہ تم اس کے بدلہ کی کسی انسان سے ذرا بھی امید نہیں رکھتے۔

(الفضل ۱۸ر اکتوبر ۱۹۶۱ء)

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان خدائے پاک کے کلام میں

(از مکرم سید محمد احمد صاحب سابق پراونشل امیر صوبہ اڑیسہ)

ایک دن سہ پہر کے وقت میں خالی الذہن ہو کر بیٹھا تھا۔ فرصت تھی۔ اخبار بدر پڑھ چکا تھا۔ مختلف مقامات میں سیرت النبی کے جلسوں کی روئداد آخر میں پڑھ کر اخبار بدر کو ٹیبل پر رکھ دیا۔ اچانک میرے دماغ میں سیرت النبی کے جلسوں کا خیال آیا اور میرا دل یہ خیال کرکے افسوس سے بھر گیا کہ امسال کسی سیرت النبی کے جلسہ میں شرکت کا موقعہ نہ مل سکا۔

کٹک میں کثرت باراں اور سرزمین طغیانی پر طغیانی کی دہشتناک خبروں کے کٹک والے امسال یہ جلسہ نہ ہو سکا دوسرے دن سکنگ گڑھ سونگھڑہ جانا پڑا۔ یہ امید لے کر گیا کہ ممکن ہے کہ وہاں جلسہ نہ ہوا ہو اور آج کل سنیچر اتوار کو جلسہ ہو جائے تو مجھے شرکت کا موقع مل جائے گا۔ مگر وہاں جا کر معلوم ہوا کہ تاریخ مقررہ پر وہاں جلسہ ہو چکا ہے۔ لجنہ اماء اللہ سونگھڑہ حلقہ نے بھی سیرت النبی کا جلسہ ہو رہا تھا۔ جس میں میری بچی لڑکیاں۔ کچھ بچیاں، دیگر عزیزات بھی تقریریں کرتی مضامین پڑھتی اور نظم خوانی کرکے مجلس کو گرما رہی تھیں۔ چونکہ جلسہ گاہ میرے گھر کے قریب تھا۔ وہ آواز جو ذرا بلند ہوتی، میرے کانوں تک پہونچ جاتی تھی۔ اور ان کا مطلب بھی میری سمجھ میں آ جاتا تھا۔ دل خوش ہو گیا کہ گھر بیٹھے

بھی سیرت النبی کے جلسہ میں شریک ہو گیا اور ثواب کا مستحق بن گیا۔ مگر دوسرے لمحہ دل نے اس خیال کو دھکا دیا کہ تو تو مجلس میں شریک نہیں ہے۔ شریک مجلس کی طرح فرشتے تجھ پر پر پھیلا کر تجھ پر رحمت کا سایہ کرتے ہیں کہ تو ثواب کا مستحق ہو۔ پھر اس خیال کی تردید یوں ہونے لگی کہ کسی شاعر نے کہا ہے کہ

"سمجھو وہیں ہمیں بھی جہاں ہما را دل ہو"

میں نے کہا

جلو دل کے بہلانے کو شغل اچھا ہے۔ پھر اس کے بعد بھونیشور جانے کا اتفاق ہوا۔ یہی خواہش لے کر گیا کہ ممکن ہے وہاں ہی آج کل جلسہ ہو جائے۔ مگر وہاں سے بھی محرومی رہی۔

گذشتہ سال کے جلسہ کا خیال آیا جبکہ نہ صرف شرکت کا بلکہ تقریر کا بھی موقع ملا تھا۔ اور نہایت عقیدت و اخلاص سے ساتھ بارہ ربیع الاول کو ایک سو بار درود شریف کے ورد کا موقع بھی ملا تھا مگر اس سال سراسر بے توفیقی ہی رہی۔

ربّ اغفر وارحم وانت خیر الراحمین۔

پھر خیال آیا اگر کسی جلسہ میں شرکت کا موقع مل جاتے اور مجھے کچھ تقریر کا موقع بھی دیا جائے۔ تو میں حضور صلعم کی کس سیرت پر تقریر کر سکتا ہوں جتنے انسانی جوہر کہلا سکتے ہیں سبھی ہیں آنحضرت صلعم کے اخلاق نہایت ہی اعلیٰ و اصفا طور پر دکھائی دیتے ہیں۔ اور قابل تقلید ہیں اور حضور صلعم کے جان نثاروں نے تقریر و تحریر سے ہر پہلو پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ میں کونسی نئی بات لوگوں کے سامنے پیش کر سکتا ہوں

حریفان بادہا خوردند و رفتند
تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند

جونہی "تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند" پر پہنچا۔ میں چونکا اور ٹھٹھکا۔ کیا تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند؟ کیا وہ بے پایاں سمندر خالی ہو گیا؟ اخلاق محمدی انوار محمدی و کمال محمدی کی کوئی حد و پایاں ہے؟ وہ تو ایک سمندر ہے۔ جس کی کوئی انتہا نہیں۔ نیک و متقی اس سمندر سے بحسب استعداد دستنا وری کرتے اور غوطے لگا کر موتی نکال لاتے ہیں۔ کوئی میل دو میل تین میل۔ زیادہ سے زیادہ سو دو سو میل تک چلے ہیں اور تھک کر واپس چلے آگئے ہیں۔ تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے سامنے ایک اتھاہ سمندر ہے۔ کہ ہم بیان نہیں کر سکتے۔ وہ سمندر ایسا ہے کہ لا تدرکہ الابصار۔ آنکھ اس کا احاطہ نہیں کر سکتی

یہ تو خدا رسیدہ بزرگوں کا حال ہے میں اور میرے جیسے لوگوں کی مثال تو ایسی ہی ہے جیسے اس سمندر کے کنارے ایک چھوٹا گھٹنوں پانی میں کھڑا ہو۔ اور وہ غوطے لگانا اور ڈبکیاں لگانا نہ جانتا ہو۔ وہ ہاتھ پاؤں ہلا کر اچھل کود کر پانی کو تھپڑا کر پانی اچھالے اپنے پر ڈال لے اور اس طرح دوسروں پر بھی کچھ چھینٹے پڑ جائیں۔ اسی میں وہ اپنی سعادت سمجھے اور بس۔

— — —

حقیقت میں بات بھی یہی ہے کہ وہ وجود جو ملائکہ جن و انس اور کل کائنات سے بڑھ کر خدا کا مقرب ہو۔ لولاک لما خلقت الافلاک جس کی شان میں خدا کہے بھلا اس کی سیرت کا احاطہ ہو سکتا ہے؟ جو کوئی اس سے بڑھ کر ہوگا یا کم از کم اس کے درجہ تک پہونچ سکے گا۔ وہی کچھ احاطہ کر سکتا ہے مگر ایسا کوئی ہوا ہے اور نہ کوئی ہو سکتا ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

این چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرہ ز بحر کمال محمد است

یہ جو تمہیں روحانیت کا راستہ بتاتا ہوں۔ پاکیزہ اخلاق کی تلقین کرتا ہوں وہ سب محمد کے کمال کے سمندر کا ایک قطرہ ہے۔ اسی سے اندازہ لگائیے کہ وہ ذات سامی کتنی اعلیٰ و اصفا ہے۔

— — —

وہ خدا جو خالق فطرت ہے۔ وہ خدا جو علیم بذات الصدور جس کی شان ہے۔ وہ خدا جو عالم الغیب ہے اور انسان کے خالق ہونے کی وجہ سے انسان کے رگ و ریشہ سے واقف ہے۔ وہ حضرت نبی کریم صلعم کی سیرت کے بارے میں یہ سرٹیفکیٹ دیتا ہے۔ انک لعلی خلق عظیم۔ خدا جس کے اخلاق کو عظیم کہے اس کی تہہ پا لینا کسی کا کام ہو سکتا ہے۔

— — —

اسی طرح خدائے پاک نے اپنے کلام میں آنحضرت صلعم کی سیرت پر یوں لب کشائی

ڈالا ہے۔ فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک فاعف عنھم واستغفر لھم وشاورھم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ ان اللہ یحب المتوکلین

اردو اس عظیم الشان رحمت کیوجہ سے جو اللہ کی طرف سے تجھے دی گئی ہے ان کے لئے ملائم ہوا ہے۔ اگر تو بداخلاق سخت دل ہوتا تو یہ لوگ تیرے گرد سے تتر بتر ہو جاتے۔ پس تو انہیں معاف کر دے اور ان کے لئے خدا سے بخشش مانگ اور حکومت کے معاملہ میں ان سے مشورہ کر لیا کر۔

کیا ہی لطیف پیرایہ میں خدا تعالےٰ نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان فرمائی ہے کہ لو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولک ہزاروں واقعات اس کی تصدیق کر رہے ہیں اور بارہا آنحضرت کی سیرت حضور کی زندگی میں نہایت اجلے اور اصفا طور پر دنیا کے سامنے پیش ہو چکی ہیں۔ لوگ سات سات دن تک فاقہ برداشت کرتے تھے مگر حضور کا آستانہ نہیں چھوڑتے۔ دشمنوں کی ایذا رسانی پر ایذائیں اور ایسی ایسی ایذائیں کہ جن کے سننے ہی سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں سہتے ہیں مگر آپ کا ساتھ نہیں چھوڑتے۔ غلاموں کو آزادی مل جاتی ہے مگر وہ حضور کی غلامی میں پڑے رہنے اور آپ کی دہلیز پر چمٹے رہنے میں کمال راحت محسوس کرتے ہیں۔

یہ تو حضور صلعم کی زندگی کی باتیں تھیں جنہیں دالے عام آدمیوں کے لئے قصے کہانیوں کا رنگ یا مبالغہ آمیزی کے کرشمے ہی خیال کی جا سکتی ہیں مگر آنحضرت صلعم کی سیرت کے اظہار کا زمانہ حضور کے زمانہ سے لیکر قیامت تک ممتد ہے۔ جو بھی خدا تعالےٰ کا جتنا مقرب ہوگا وہ اتنا ہی زیادہ حضرت نبی کریم صلعم کے اخلاق و ستودہ صفات کا حامل ہوگا۔ حضور صلعم کے پاکیزہ اخلاق کو اپنائے بغیر کوئی بھی بارگاہ ایزدی میں بار نہیں پا سکتا۔

ہمارے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو حضور صلعم کے بعثت ثانیہ کے مظہر تھے۔ آپ کی سیرت کے آئینہ میں حضرت نبی کریم صلعم کی سیرت بتمام کمال دکھائی دیتی تھی آپ کی سیرت میں اس سیرت کو بھی نمایاں مقام حاصل تھا۔ آج بھی ہم تیرہ سو سال قبل آنحضرت کی سیرت کو چشم دید دیکھ سکتے ہیں کیونکہ نے اپنی حویلیوں کو اتمام اور حضور اھوڑ حضرت مرزا غلام احمد کی غلامی میں رہنا پسند کیا۔ کسی نے ملازمت پر لات ماری کسی نے جائداد وغیرہ ترک کر کے اس

کے تزئیب میں رہنا پسند کیا۔ اسی طرح قیامت تک خدا کے بندے آتے رہیں گے۔ حضرت نبی کریم صلعم کی سیرت دنیا کے سامنے پیش کرتے رہیں گے۔ صرف آپ کی زندگی تک آپ کی سیرت کا شاندار رخ نہیں رہا بلکہ قیامت تک آپ کی سیرت اور اخلاق چمکتے رہیں گے اور آپ کی شان کو بڑھاتے رہیں گے۔

پھر قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ حضرت نبی کریم صلعم کی سیرت بیان کرتا ہوا فرماتا ہے لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف الرحیم

اے مومنو! تمہارے پاس تمہاری ہی قوم کا ایک فرد رسول ہو کر آیا ہے۔ تمہارا تکلیف میں پڑنا اس پر شاق گزرتا ہے اور وہ تمہارے لئے خیر کا بہت بھوکا ہے اور مومنوں کے ساتھ محبت کرنے والا کرم کرنے والا ہے

یہاں بھی اللہ تعالےٰ نے یہ فرمایا ہے کہ اے لوگو تمہارے اندر تم ہی میں سے جو شخص رسول ہو کر آیا ہے وہ بنی نوع انسان سے بہت ہی محبت کرنے والا ہے۔ وہ دل کی گہرائی سے یہ چاہتا ہے کہ تم تکلیف میں نہ پڑو۔ دوزخ کی آگ سے بچ جاؤ خدا کے غضب سے بچ جاؤ وہ تمہاری بھلائی کا بھوکا ہے۔ ایمان لانے والوں سے بہت شفقت سے پیش آنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اسی طرح خدا تعالےٰ اپنے کلام میں فرماتا ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الآخر وذکر اللہ کثیراً (۲۱:۳۳)

تم لوگوں کے لئے یعنی ان لوگوں کے لئے جو اللہ اور اخروی دن سے ملنے کی امید رکھتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے رسول میں ایک اعلےٰ نمونہ ہے (جس کی انہیں پیروی کرنی چاہیئے)

جو شخص اللہ تعالےٰ کے ساتھ تعلق قائم کرنا چاہتا ہے یا قائم رکھنا چاہتا ہے۔ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ حضرت نبی کریم صلعم کے پاکیزہ اخلاق کو اپنائے اور ایک قاعدہ کلیہ کے طور پر ہمیشہ ہمیش کے لئے یہ قانون بنا دیا کہ حضرت نبی کریم صلعم کے پاکیزہ اخلاق کو اپنائے بغیر کوئی بھی خدا کا مقرب نہیں ہو سکتا اس چھوٹی سی آیت میں ایک بہت وسیع مضمون کو بیان کر دیا گیا ہے اول یہ کہ حضرت نبی کریم صلعم کے اخلاق اتنے بلند پایہ ہیں کہ ان کو معیار بنا کر ہم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ اسی طرح کے اخلاق پیدا کرو۔ دوسرے یہ کہ آپ کے اندر

جو ہر انسان کے تمام کمالات رکھ جمع کر دیئے گئے ہیں۔ بلکہ تمام کمالات نمونہ بننے کے قابل موجود ہیں۔ اور قیامت تک موجود رہیں گے۔ قرآن مجید میں اسی آیت کے مفہوم کو خدا نے یوں فرمایا ہے

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔

حضور صلعم کی ذات گرامی پر تمام کمال ختم ہو گیا ہے۔ انسان فرشتے میں سے کوئی بھی اس کمال تک نہیں پہنچ سکا۔ اور نہ ہی کوئی پہنچ سکتا ہے۔ خدا تک پہنچنے کے لئے کوئی راستہ نہیں بجز محمد صلعم کی اتباع کے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

شد عیاں از ذات علی وجہ الاتم
جوہر انساں کہ بود آں مضمرے
ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے محبوب ترین انسانوں میں سے ہیں خدا تعالےٰ نے ہر دم انہیں محبت کا پیغام بھیجتا رہتا ہے۔ اور فرشتے بھی آپ کے لئے خدا سے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ خدا تعالےٰ اپنے بندوں کو حکم دیتا ہے کہ تم بھی ہمارے پیارے پر درود بھیجو اور سلامتی کی دعا کرتے رہو جو فرماتا ہے۔

ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔

یقیناً اللہ تعالےٰ اس نبی پر اپنی رحمت نازل کر رہا ہے اور اس کے فرشتے بھی یقیناً اس کے لئے دعائیں کر رہے ہیں۔ اے مومنو! تم بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے اور دعائیں کرتے رہا کرو۔ اور خوب جوش دلی و خلوص کے ساتھ ان کے لئے سلامتی مانگتے رہو۔

درو

امسال گذشتہ سال کی طرح امسال بھی لکھنؤ میں سیلاب نے نقصان کیا۔ متاثرہ علاقہ میں ہمارے ایک احمدی بھائی مکرم قریشی عنایت علی صاحب فاضل بھی قیام پذیر ہیں گذشتہ سال بھی انہیں سخت نقصان ہوا تھا۔ جملہ احباب جماعت سے دردمندانہ دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار منظور احمد لکھنؤ

۲۔ ایک بیعہ عرصہ سے میری صحت خراب چلی آتی ہے کامل شفا پانے کیلئے میری عزیزہ محترمہ زکریا کی دعا۔ سیدہ بی بی اور اسی ناشیل کا امتحان دیا ہے۔ مجھ پرچے کم زور ہوئے ہیں عزیزہ کی اعلیٰ کامیابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار محمد اسمٰعیل وکیل یادگیر (دکن)

آپ کی علو مرتبت کی کوئی انتہا نہیں۔ جس کسی نے بھی آپ سے محبت کی اور آپ پر درود بھیجا اور آپ کے اخلاق کو اختیار کیا۔ وہ اپنی حیثیت و استعداد کے مطابق خدا کا مقرب بن گیا۔ کوئی غوث بن گیا۔ کوئی قطب بن گیا اور کوئی ولی بن گیا۔ صدیق شہید اور صالح بن گیا۔ جو جتنا معرفت میں ترقی کرے گا اتنا ہی اپنی بے بضاعتی اور عجز اس پر منکشف ہوگا۔ اور اتنا ہی حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان کی بلندی سے واقف ہوگا۔ اور بالآخر بے اختیار کہہ اٹھے گا۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اللّٰھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما صلیت وسلمت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید۔

خاکسار
سید محمد احمد
سابق پراونشل امیر اڑیسہ

مندرجہ ذیل احباب کا چندہ اخبار بدر ماہ اکتوبر ۱۹۶۱ء میں ختم ہے۔

۷۲ مکرمی مرزا عزیز بیگ صاحب مدراس ۷
۱۵۳۹ ،، عبد الباسط صاحب بمبئی ۸
۱۸۰۷ ،، ملک عبد الکریم صاحب آسنور کشمیر
۱۸۰۲ ،، مولوی فضل الرحمٰن صاحب خوردہ اڑیسہ
۱۹۶۲ ،، بشیر الدین محمود احمد حیدر آباد دکن
۱۲۸۰ ،، میر عبد الجلیل صاحب شموگہ میسور
۱۱۲۴ ،، مولوی سید حسین صاحب کنڈور دکن
۱۹۶۹ ،، نذیر احمد صاحب گلبرگہ میسور
۱۸۰۹ ،، سید محمد سلیمان صاحب جمشید پور بہار
۱۸۰۲ ،، شفیع احمد صاحب کلکتہ ۱۳
۱۵۲۲ ،، شیخ طاہر الدین صاحب بی۔اے کیرنگ اڑیسہ
۱۸۰۸ ،، ایس۔ کے سیف الدین جاجپور اڑیسہ
۲۰۴۸ ،، عباس خان صاحب داڑی میسور
۲۰۴۹ ،، خواجہ عبد المجید صاحب پرچہ کشمیر
۲۰۶۱ ،، منیر احمد صاحب کلکتہ ۲۹
۲۰۵۰ مکرمہ بیگم صاحبہ سیٹھ رت احمد صاحب حیدر آباد دکن
۱۹۰۵ مکرمی مولوی اسد اللہ صاحب فاضل شوپیاں کشمیر
۱۴۲۳ ،، جی ایم عنایت اللہ صاحب بنگلور میسور
۱۷۱۴ ،، محمد احمد صاحب کانپور۔
۱۹۳۶ ،، عطاء الرحمٰن صاحب موسیٰ جو مائنز بہار
۱۹۹۶ ،، راجہ غلام محمد صاحب چک ایمرچھ
۱۲۸۸ ،، شیخ قاسم داؤد صاحب باندرہ بمبئی
۱۵۵۹ ،، سید منظور احمد صاحب بھوبنیشور اڑیسہ

نمبر ۳۔ خیر مکیہ سال سے عارضہ اسہال بیمار ہو ملاء تھا۔ نے مجھ کو کامل شفا دے نیز امسال مع اہل و عیال جلسہ سالانہ قادیان کے مبارک دینی فیض پہنچے اور سارے دلی مرادیں اللہ تعالےٰ پوری کرے۔ خاکسار محمد ابراہیم خلیل سابق مبلغ

جماعت احمدیہ ہبلی و نندگڑھ کے متعلق

دیوبندی فاضلوں کا افتراء

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی۔ بتوسط نظارت دعوت و تبلیغ قادیان

۸ ستمبر ۱۹۶۱ء کی بات ہے کہ اس دن بمبئی کا سب سے کثیر الاشاعت اردو روزنامہ "انقلاب" آیا۔ وہ اخبار تو دراصل ۹ تاریخ کو ہی چھاپہ سے نکل کر ہم لوگوں کے ہاتھوں میں آگیا تھا۔ مگر اس کے ایڈیٹر نے صحافتی عادت کے مطابق اس پر ۹ ستمبر کی تاریخ لکھی تھی۔ اسی طرح وہ دن تو جمعرات تھا۔ مگر لکھا تھا "یوم جمعہ"۔

میں جب اس اخبار کے "احوال و معارف" والے کالم پر پہنچا۔ تو ایک ایسی خبر پڑھی کہ اسے پڑھ کر مجھے اپنی آنکھوں پہ دھوکہ ہونے لگا۔ میں نے آنکھیں مسلیں۔ اور پھر وہ کالم پڑھا۔ مگر اب کی بھی وہی لکھا تھا یعنی

"ہبلی" میں چارسو اور "نندگڑھ" میں ڈیڑھ سو قادیانی پھر سے مسلمان ہو گئے

میں نے ان سطروں کو پھر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا۔ مگر وہاں تو یہی لکھا تھا۔ مجھے اور کچھ کیسے نظر آتا۔

میں ان دونوں جماعتوں کے حالات و تعداد سے واقف ہوں۔ مجھے اس تعداد پر سخت حیرت آرہی تھی۔ معاً خیال آیا کہ شاید ہم پر ایک صفر زیادہ پڑ گیا ہے۔ اور ۵۰ سے ۵۰۰ بن گیا ہے۔ مگر پھر دیکھا تو چارسو ہندسوں میں نہیں بلکہ حروف میں لکھا تھا۔ اب مجھے لکھنے والے کی نیت میں فتور نظر آنے لگا۔ اوپر نظر اٹھائی تو وہ کالم "انقلاب" کے خصوصی نامہ نگار قاضی اطہر صاحب مبارکپوری کا تھا۔ انہوں نے دارالعلوم دیوبند کے دو فاضل مولوی ریاض احمد صاحب اور مولوی ارشاد احمد صاحب کا ایک خط شائع کیا تھا۔ جس میں ان دو فرضی دیوبندی علماء (بعض بدنام کنندہ نکو نامے چند) نے اپنا یہ کارنامہ قوم کے سامنے پیش کیا تھا۔ ساتھ ہی وہ یہ پروپیگنڈہ کرتے جاتے تھے کہ "ہبلی" میں ایک مجلس احیاء القرآن قائم کی گئی ہے۔ یہ سب اسی کے نتائج ہیں۔

یہ خبر پڑھتے ہی میں نے جماعت احمدیہ ہبلی و نندگڑھ کے صدر صاحبان کو خطوط لکھے۔ مولوی ریاض صاحب کے اس خط کی اطلاع دی۔ اور افراد جماعت کی صحیح تعداد پوچھی۔ ان دونوں جگہوں سے جواب آیا کہ ہبلی میں کل افراد جماعت بشمول مرد و زن چالیس اور نندگڑھ میں ایک درجن کے لگ بھگ ہیں۔ ان خطوں کے پڑھتے ہی پھر میرے سامنے ان دینی علماء کہلانے والوں کی اخلاقی پستی کا ایک گھنونا تصور آگیا۔ میں نے ان کی پردہ دری ضروری سمجھی۔ اور اسی وقت ایڈیٹر انقلاب کو ایک خط لکھا جس میں اس جھوٹے خط کی اشاعت پر اظہار افسوس کیا۔ اس میں جماعت احمدیہ ہبلی و نندگڑھ کے افراد جماعت کی صحیح تعداد لکھی۔ مجھے امید تھی کہ ایڈیٹر انقلاب میرا یہ خط ضرور شائع کر دیں گے۔ مگر معلوم ہوا کہ وہاں کا آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔ میرا یہ خط شائع نہیں ہوا۔ جب اس وقت محسوس ہوا کہ بمبئی جیسے کلیدی شہر میں اپنا ایک اخبار ضرور ہونا چاہیئے۔

خیر یہ تو اس خبر کا صوری کذب تھا اب معنوی کذب دیکھیئے۔ اس خط میں لکھا گیا ہے کہ

مولوی ریاض احمد کی اصلاح و تبلیغ اور بحث و مناظرہ سے تقریباً چارسو قادیانی مع اپنے جملہ متعلقین کے اسلام میں داخل ہو گئے۔

آگے نندگڑھ کے متعلق لکھا ہے کہ

یہاں بھی قادیانیوں سے سخت مقابلہ رہا۔ اور یہاں کے تمام قادیانی دو کے علاوہ مسلمان ہو گئے۔

ایسی ہی عبارتیں پڑھ کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ بات کرنے کا سلیقہ نہیں نادانوں کو

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کا وظیفہ تو یہ ہے کہ

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا

کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ہر چیز پر جماعت احمدیہ کا اعتقاد و عمل ہے۔ ایمان مجمل و مفصل کا ہمیشہ یہ جماعت ورد کرتی ہے آج تک سلف و خلف نے اسلام کا مفہوم اس کے سوا کچھ نہیں لیا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ اس غیر مستند تثلیث یعنی قاضی اطہر مبارکپوری۔ مولوی ریاض احمد اور مولوی ارشاد احمد صاحبان کے نزدیک اسلام کا مفہوم کچھ اور ہے شاید ان کے نزدیک دروغ بافی۔ کفر سازی اور ریاکاری کا نام اسلام ہے۔ واقعی ہمیں ان مولویوں کے جبہ و دستار کا خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ زیب جاگران تے مہیج کردار کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اس وقت یہ راز منکشف ہو گا کہ

چوں بخلوت می روند آں کار دیگر می کنند

یہی وجہ ہے کہ پاکستان کی تحقیقی عدالت کے سامنے یہ مولوی صاحبان اسلام اور مسلمان کی معین تعریف بھی نہیں کر سکے۔

اب یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ ان مولویوں نے ساڑھے پانچ سو احمدیوں کو کیا مسلمان بنایا۔ وہی مسلمان جن کی اعتقادی اور عملی حالت دیکھ کر اہل حدیث اور بریلیوں کے سینکڑوں علماء نے ان پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ پھر ان مولویوں نے کون سا تیر مارا۔ ایک کنوئیں سے نکال کر دوسرے کنوئیں میں ڈالا۔

لیجیئے اب آخری بات بھی کہہ دیتا ہوں ان مولویوں کے متعلق زمانہ کا یہ فیصلہ ہے کہ کسی کو مسلمان بنانا ان کے بس سے باہر کی بات ہے۔ ان کے نزدیک اسلام یا مسلمان کا کوئی ایسا درجہ ہی نہیں۔ جس پر تمام علماء متفق ہوں۔ اگر کسی کو دیوبندی سلسلہ میں داخل کیا جائے گا تو اہل حدیث اور بریلوی علماء اسے فوراً کافر کہہ دیں گے اور اگر کوئی بریلوی سلسلہ میں داخل ہو گا تو اسے دیوبندی و اہل حدیث کافر کا خطاب دیں گے۔ اس وقت ان کا یہ حال ہے کہ سبھوں نے ایک دوسرے کے چہرے پر سیاہی مل دی ہے۔ یہ وہ سرخ منہ کو سرخ رو کیا بنائیں گے۔ کفر اور بدعملی کی سیاہی دھو ڈالنے کے لئے تو جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا ہے۔ اب یہ اسی کا حق ہے۔

دنیا کا قانون یہ ہے کہ ہر آدمی اپنی آنکھوں سے دیکھتا اور اپنی عقل سے سوچتا ہے۔ اسی لئے خدا اور قانون سازوں نے عدل و انصاف کی میزان قائم کی ہے تا ان لوگوں کو دانش مند اور مہذب طبقہ سے الگ کر دیا جائے جن کو دوسرے کی آنکھ کا تنکا تو نظر آتا ہے مگر اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔ جو دلیل اپنی ولمتی تو مل کرتے رہتے ہیں۔ لیکن ایک انسان جو دو ہزار برس پہلے پیدا ہوا۔ ابھی تک اس کی موت کا فیصلہ بھی نہیں کر سکتے خواہ مخواہ اس بے گناہ کو اتنے دنوں سے آسمان کے قید خانے میں بٹھائے ہوئے ہیں۔ بے عقلی کا یہی تماشہ اس وقت بھی دیکھنے میں آتا ہے جب کوئی مولوی یہ اعلان کرتا ہے کہ اس نے کسی آدمی کو مسلمان بنا ڈالا۔

آج کل ہندوستان کے ذمہ دار علماء مفکرین اور ادیب بار بار یہ تلقین کر رہے ہیں کہ جماعت احمدیہ مسلمانوں کی ایک جماعت ہے۔ تبلیغ اسلام میں اس کی نظیر نہیں۔ اور دینی اعتبار سے حضرت میرزا غلام احمد صاحب کی شخصیت بہت بلند ہے مگر وہ مولوی جو مدرسہ سے ادب و دانش کو خیرباد کہہ کے نکلتے ہیں۔ وہی پرانا راگ الاپے جارہے ہیں۔ یقیناً اللہ تعالےٰ نے اور زمانے کے قانون سازوں نے ایسے ہی لوگوں کے لئے عدل و انصاف کی میزان قائم کی ہے۔ عنقریب وہ اس پر تولے جائیں گے۔ اس دن معلوم ہو گا کہ ان کا کیا وزن ہے۔ اور ایسا دروغ باف عدل و انصاف کی میزان میں کتنا ہلکا ثابت ہوتا ہے

اگر ہم ہندوستان کے شہر و دیہات کی سیر کریں تو اس ترقی یافتہ زمانے میں بھی ہر طرف ایسے علماء کی ٹولیاں نظر آئیں گی۔ ان میں نیک بندے اتنے ہی ہوں گے۔ جیب کوٹنے میں ہیرا۔ ان مولویوں میں کوئی تو پیر ہو گا۔ اور مریدوں سے سالانہ ٹیکس (نذرانہ) وصول کرنے آیا ہو گا کوئی جانور ذبح کرنے کے لئے بسم اللہ کی پھونک مار کر مریدوں کو چھری دے رہا ہو گا۔ کسی نے میلاد کی مجلس جمائی ہو گی ان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہو گی کہ ایک مولوی اپنے عقیدتمندوں کو دوسرے کی مجلس میں جانے سے منع کرتا ہو گا اور اس حکم کی نافرمانی پر بڑی بڑی وعیدیں سناتا ہو گا۔ اور جب وہ کی ٹھنی جاتی ہے معاذ اللہ ان میں سے ہر عالم دین دوسرے کی پوستین ادھیڑنے کے لئے ناخن اور دانت تیز کرتا نظر آئے گا۔ اس وقت تہذیب خوش گفتاری اور رواداری کی دلربا چھپکے سے منہ چھپا کر کہیں غائب ہو جاتی ہے۔ اور یہ علماء دین اخلاقی مظاہرہ کرنے کے لئے آزاد چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ آج کل یہی لوگ دین و مسلک کا محافظ۔ اسلام کے ستون اور مذہب و مسلک کے نگہبان سمجھے جاتے ہیں۔ احمدیوں کو مسلمان بنانے کی توفیق انہیں ہی ملتی ہے۔ یہی وہ بھیڑیئے ہیں جو بکری بانی کو نکلے ہیں۔ انہیں ہی دیکھ کر کہنا پڑتا ہے کہ

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

کچھ ہی دنوں کی بات ہے کہ ہبلی سے متصل شہر دھارواڑ میں ایک معزز اور تعلیم یافتہ مسلمان مکرم قاضی امیرالدین صاحب نے ڈنکے کی چوٹ پر احمدیت کا اعلان کیا۔ کیا یہ علماء عالم سکرات بھی ان کو احمدیت سے دور نہ رکھ سکے آج ان میں کہاں سے یہ مسیحائی آگئی کہ راتوں رات ساڑھے پانچ سو احمدیوں کو اپنا جیسا مسلمان بنا دیا۔ میں اس تحریر کے ذریعہ یہ اعلان کر دیتا ہوں کہ ہبلی میں احمدیوں کی کل تعداد پچاس افراد سے متجاوز نہیں ہے۔ وہ اللہ کے فضل و کرم سے ان میں سے کوئی بھی احمدیت جیسا پاکیزہ سلسلہ چھوڑ کر مولوی ریاض احمد و مولوی ارشاد احمد جیسے دروغ باف مسلمان نہیں بنا۔

البتہ نندگڑھ میں چند سال پہلے تین چار

نے جماعت احمدیہ سے اپنا تعلق منقطع کر لیا تھا۔ اس کی وجہ جماعتی پابندی تھی۔ کسی تنظیم کے ماتحت زندگی بسر کرنا اخلاقی مضبوطی چاہتا ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ میں شاذ و نادر ایسے واقعات رونما ہو جاتے ہیں۔ مگر اس علیحدگی کا سبب جماعت احمدیہ کے عقائد کی کمزوری نہیں۔ بلکہ اس کی تنظیم کی ہے۔ جماعت احمدیہ میں مولوی ریاض احمد و مولوی ارشاد احمد کی طرح خلیع الرسن ہو کر کوئی ایسی دروغ بافی نہیں کر سکتا۔ اب جو شخص ان جیسا بننا چاہے گا اسے تو اس پاکیزہ جماعت سے علیحدہ ہونا ہی پڑے گا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ اعلان بھی کر دینا ہوں کہ ان دونوں نندگڑھ میں بھی کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا۔ اور مولوی ریاض احمد و مولوی ارشاد نے نندگڑھ کے متعلق جو رپورٹ پیش کی ہے۔ وہ سراسر فریب۔ جھوٹ اور دجل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج بھی نندگڑھ میں جماعت احمدیہ قائم ہے اور وہاں ایک مرکزی مبلغ بھی مقیم ہیں۔

کہتے ہیں کہ اخبار "قوم کی آواز" ہوتا ہے اس لئے اپنی آواز کو باوقار بنانا صحافیوں کا قومی فریضہ ہے۔ اردو صحافت کا معیار انہی غیر ذمہ دار نامہ نگاروں کے باعث گرتا جا رہا ہے۔ اس میں علمی بے مائیگی بھی پائی جا رہی ہے۔ قاضی اطہر مبارک پوری تو جنہوں نے "رجال السند والہند" لکھ کر سعودی عرب سے بھی خراج عقیدت حاصل کیا ہے۔ ایسا غیر ذمہ دارانہ خط شائع کرتے وقت اپنی علمی فضیلت کا لحاظ رکھنا چاہیئے تھا۔ اگر ان لوگوں کی موجودگی میں بھی اردو صحافت کا معیار بلند نہیں ہوا تو اور کب ہوگا؟

قاضی اطہر صاحب کا مکالمہ

مولوی ریاض احمد صاحب و مولوی ارشاد احمد صاحب نے اس خط میں کئی جگہ مناظروں کا حوالہ بھی دیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ ہمارے زبردست مناظروں نے ہبلی و نندگڑھ بلکہ پورے کرناٹک میں جماعت احمدیہ کی بیخ کنی کر دی۔ مولوی ریاض احمد صاحب نے مناظرے کی بات بھی جھوٹی ہی لکھی ہے۔ ہبلی۔ نندگڑھ یا کرناٹک میں کہیں ان کا احمدیوں سے مناظرہ نہیں ہوا۔ انہیں کئی مرتبہ تبادلۂ خیالات کی دعوت دی گئی۔ مگر انہوں نے ہمیشہ گریز کیا۔ البتہ میں ایک چھوٹے سے مناظرے کی روئیداد سناتا ہوں۔

ہر اکتوبر کی بات ہے کہ ہم نے بمبئی میں ہجاپور سے مشاغل تبلیغ کی ماتحت مولوی ریاض احمد صاحب کے اسی خط پر چند سطریں لکھیں مجھے اور کچھ لکھنا تھا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے بمبئی میں بڑے خوشگوار واقعات رونما ہوئے تھے۔ جیسے ایک فاضل دیوبند کا قبول احمدیت ایک سند یافتہ قاری اور حافظ قرآن کی بیعت۔ کئی کامیاب تبلیغی مجلسیں۔ فلسفہ امامت کی مقبولیت۔ اور ایک سکھ دوست کا منظوم ہندی میں قرآن مجید کی بعض سورتوں کا ترجمہ وغیرہ۔ لیکن میں ان میں سے کسی پر قلم اٹھانے سے پہلے ۹ ر کو صبح سویرے مکرم الحاج سید محی الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ آف رانچی کا استقبال کرنے ریلوے اسٹیشن گیا۔ خیر وہ تو ۹ ر کی بجائے ۱۰ ر کو آئے۔ مگر اس ضمن میں اس غیر مستند تثلیث کے رکن عظیم مولینا قاضی اطہر صاحب مبارک پوری سے میرا اچھا خاصہ مباحثہ ہو گیا۔ ہوا یہ کہ میں ریلوے اسٹیشن سے نکل کر "انجمن اسلام اور ریسرچ انسٹیٹیوٹ" پر گیا۔ وہاں چند ملاقاتیوں کے ساتھ بیٹھا تھا کہ اسی اثناء میں قاضی صاحب بھی وہاں پہونچ گئے۔ علیک سلیک ہوئی اور پھر میں نے اس طرح گفتگو کا آغاز کیا

جناب قاضی صاحب میں آپ سے ملنا ہی چاہتا تھا۔ خوش قسمتی ہے کہ ملاقات ہو گئی۔

قاضی صاحب۔ کہئے کیا بات ہے؟

سمیع اللہ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ آپ نے ۸ر ستمبر کے "انقلاب" میں مولوی ریاض احمد صاحب کا ایک خط شائع کیا ہے۔ جس میں یہ لکھا ہے کہ ہبلی میں چار سو اور نندگڑھ میں ڈیڑھ سو احمدیوں نے جماعت احمدیہ سے علیحدگی اختیار کر لی۔

قاضی صاحب۔ جی ہاں یاد ہے۔

سمیع اللہ۔ میں اس کے متعلق یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ چار سو اور ڈیڑھ سو تو دور کی بات ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہبلی میں ایک احمدی نے بھی جماعت احمدیہ سے علیحدگی اختیار نہیں کی۔ اور ان دنوں نندگڑھ میں بھی کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا۔

قاضی صاحب۔ تو کیا مولوی ریاض احمد جیسے فاضل دیوبند و ناظم درس القرآن نے دروغ بیانی کی ہے؟

سمیع اللہ۔ میں یہی کہتا ہوں کہ ان دونوں نے صریح جھوٹ اور کذب بیانی سے کام لیا ہے۔

قاضی صاحب۔ آپ مجھ کو کیسے مطمئن کر سکتے ہیں۔ میں کیسے مان لوں کہ درس القرآن کا ناظم اتنی بڑی کذب بیانی کرے۔

سمیع اللہ۔ قاضی صاحب! پہلے اس پر غور کیجئے کہ ہبلی اور نندگڑھ میں احمدیوں کی کیا تعداد ہے؟

قاضی صاحب۔ مجھے معلوم نہیں۔

سمیع اللہ۔ لیجئے میں آپ کو بتاتا ہوں۔ ہبلی میں چالیس اور نندگڑھ میں ایک درجن کے لگ بھگ۔ اور میں یہ بھی بتائے دیتا ہوں کہ یہ بات میں پوری ذمہ داری اور واقفیت سے کہہ رہا ہوں۔ میں خود ان جماعتوں میں آتا جاتا ہوں۔ ہر سال ہم لوگوں کا ایک تبلیغی دورہ ہوتا ہے جس میں ان جماعتوں کی تعداد اور حالات سے اچھی طرح واقف ہوں

قاضی صاحب۔ ارے بھائی آج سمجھا۔ ہر سال آپ ہی وہاں جاتے ہیں۔ میرے پاس ہر سال وہاں سے یہ رپورٹ آتی ہے کہ قادیانیوں نے جلسہ کیا

سمیع اللہ۔ صرف میں ہی نہیں بلکہ میرے دوسرے ساتھی بھی۔ ہم لوگ ہر سال ایک وفد کی صورت میں جنوبی ہند کا دورہ کیا کرتے ہیں۔ اس لئے میں جو کچھ کہہ رہا ہوں۔ پوری ذمہ داری اور واقفیت سے کہہ رہا ہوں۔ اور آپ میرے اس قول کی تصدیق ان علاقوں کے احکام اور سی۔ آئی۔ ڈی برانچ سے بھی کر سکتے ہیں۔ ان جماعتوں کا رجسٹر۔ دار التبلیغ۔ نماز کا کمرہ سالانہ جلسہ ہر چیز اس بات پر شاہد ہے کہ ہبلی اور نندگڑھ میں احمدیوں کی وہی تعداد ہے۔ جو میں کہہ رہا ہوں

قاضی صاحب۔ اچھا یہی تعداد ہوگی۔ مگر آپ کو مجھ سے کیا شکوہ ہے۔ اس تعداد میں اضافہ میں نے تو نہیں کیا۔ میں نے تو ایک شخص کے خط کا خلاصہ شائع کر دیا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اصل خط میں نے محفوظ رکھا ہے۔

سمیع اللہ۔ مجھے آپ سے یہ شکوہ ہے کہ اس خط کے مضمون کی ذرا تحقیق تو کر لی ہوتی۔ پھر اسے احوال و معارف کے کالم میں جگہ دیتے۔

قاضی صاحب! دیکھئے صاحب! میرا مسلک یہ ہے کہ قادیانیت کی تردید میں جھوٹ بولنا جائز ہے۔

جس وقت قاضی صاحب نے یہ بات کہی سبھی حیرت سے ان کا منہ تکنے لگے خود مجھے بھی یہ توقع نہیں تھی کہ قاضی صاحب اپنی زبان سے یہ الفاظ نکالیں گے۔

سمیع اللہ۔ اچھا قاضی صاحب! اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ لوگ جماعت احمدیہ کے خلاف جو کچھ لکھتے اور بولتے ہیں۔ اس میں جھوٹ کی بھی ملونی ہوتی ہے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس میں جھوٹ کتنے فی صدی ہوتا ہے۔

ایک دوست۔ حسب ضرورت۔

اس پر تمام حاضرین نے ایک زبردست قہقہہ لگایا۔

سمیع اللہ۔ اچھا قاضی صاحب! اس خط کا ایک جواب میں نے "ایڈیٹر انقلاب" کے نام لکھ کر بھیجا تھا وہ کیوں نہیں شائع ہوا۔

قاضی صاحب۔ ایڈیٹر صاحب نے آپ کا جواب میرے پاس بھیج دیا تھا۔ مگر میں کسی قیمت پر اپنے کالم میں کوئی ایسی بات نہیں لکھ سکتا ہوں جس سے ذرا بھی قادیانیت کی تائید ہوتی ہو۔ قاضی صاحب نے یہ بات بڑے زعم میں کہی)

سمیع اللہ۔ خواہ وہ بات سچی ہی کیوں نہ ہو۔

قاضی صاحب۔ جی ہاں۔ خواہ سچی ہی کیوں نہ ہو۔

سمیع اللہ۔ اور قادیانیت کے خلاف ہر قسم کی بات شائع کر دیا کریں گے۔ خواہ وہ جھوٹی ہی کیوں نہ ہو۔

قاضی صاحب۔ جی ہاں۔ اور ابھی تو میں نے اور بھی ایک شخص کا خط شائع کیا ہے جو بنارس سے آیا تھا۔ میں نے اس خط کے مضمون کے متعلق بھی کوئی تحقیق نہیں کی۔ میرے لئے یہی کافی ہے کہ وہ آپ لوگوں کے خلاف ہے۔

سمیع اللہ۔ قاضی صاحب آپ اس کا اقرار کرتے ہیں کہ آپ لوگ احمدیت کے خلاف جو کچھ لکھتے ہیں۔ اس میں جھوٹ کا بھی کافی حصہ ہوتا ہے۔ پھر ہم یہ کیوں نہ سمجھیں کہ "مسئلہ ختم نبوت" "حیات مسیح ناصری علیہ السلام" اور سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے متعلق آپ لوگوں نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ سب پایۂ اعتبار سے ساقط ہے۔

میں نے جب یہ بات کہی تو قاضی صاحب نے محسوس کیا کہ ان کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ یا میں نے ان کے کتب خانے کو دیا سلائی دکھا دی وہ کافی گرم ہو گئے اور مجھ پر۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بہت سے رکیک حملے کئے۔ مگر کوئی بات بنائے نہ بنی۔ اس لئے کہ وہ قول پہلے ہی ہار چکے تھے۔ اور اس ہار کی وجہ ان کا یہ قول تھا کہ قادیانیت کی تردید میں جھوٹ بولنا اور لکھنا جائز ہے۔

قاضی صاحب نے جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس سلسلہ پر رکیک حملے شروع کئے۔ تو یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ انہوں نے یہ بات بھی کہی کہ قادیانی تو پیسے وصول کرنا جانتے ہیں۔ مختصراً اس کا ایک جواب تو میں نے اپنی ذاتی واقفیت کی بناء پر ایسا دیا کہ وہ یقیناً اس پر تنہائی میں غور کریں گے۔ لیکن لگے ہاتھوں خدا نے جو ان سے انتقام لیا وہ عبرت انگیز ہے۔

قصہ یہ ہے کہ انجمن اسلام کے ایک نیک دل عرب بھائی نے علامہ نیاز صاحب فتحپوری کے تاثرات "چند گھنٹے قادیان میں" کا عربی ترجمہ کیا تھا۔ وہ ترجمہ انہوں نے مجھے یہ کہہ کر دیا کہ رسالہ البشریٰ عرب ربوہ میں شائع کرا دیجئے۔ میں نے نظارت دعوت و تبلیغ قادیان کی معرفت وہ ترجمہ مدیر "البشریٰ" کو بھیج دیا تھا۔ ۰۰

زیر مارچ ۱۹۶۱ء کے پرچے میں چھپ کر آگیا۔ رسالہ "البشریٰ" قاضی صاحب نے نام بھی آتا ہے۔ انہوں نے یہ ترجمہ پڑھا اور آگ بگولہ ہو گئے۔ ان عربک ٹیچر کے پاس پہنچے اور لعنت ملامت کی۔ یہ بھی کہا کہ آپ نے روپے کی لالچ میں یہ ترجمہ کیا ہے۔ قاضی صاحب نے ز۔ ایک یہ بھی ان کا کوئی کارنامہ تھا۔ بطور فخر و مباہات انہوں نے اس وقت بھی اس کا تذکرہ کر دیا۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اسی وقت وہ عربک ٹیچر بھی آگئے۔ اور میں نے نہایت ڈرامائی انداز میں ان کو قاضی صاحب کے سامنے پیش کر دیا۔ وہ حیران کہ میں یہ کیا کر رہا ہوں۔ میں نے کہا کہ قاضی صاحب آپ کے متعلق یہ حسن ظن رکھتے ہیں۔ انہوں نے فوراً لاحول پڑھی۔ منہ ان کا قاضی صاحب کی طرف تھا۔ اور بات بھی انہیں کی تھی۔ اس لئے قاضی صاحب نے سمجھا کہ انہیں پہ لاحول پڑھی جا رہی ہے۔ اس کے بعد کیا ہوا مت پوچھئے انہوں نے نہایت جلالی رنگ میں فرمایا

"یاد رکھو سمیع اللہ! اب میں تمہارے خلاف محاذ قائم کروں گا۔ تم صرف احمدی نہیں بلکہ "احمدی گر" بھی ہو۔ پہلے میں سمجھتا تھا کہ ہم لوگوں کے مدرسہ میں پڑھے ہو۔ ہمارا نمک کھائے ہو۔ کچھ تو ہم لوگوں کا خیال کرو گے۔ مگر تم تو بالکل ٹھوس چٹان بن گئے ہو۔ میں اب جنوبی ہند کی طرف سے ایک "تحفظ ختم نبوت کانفرنس" کراؤں گا۔ اور اس کا صدر تمہارے استاد مولانا حبیب الرحمن صاحب کو بناؤں گا۔ وغیرہ وغیرہ۔

میں نے یہ سب سن کر کہا کہ قاضی صاحب شکریہ۔ آپ کی کانفرنس یقیناً احمدیوں کی تعداد میں اضافہ کر دے گی۔ آپ لوگوں کی مخالفت ہمیشہ ہمارے لئے کھاد کا کام کرتی ہے۔ قاضی صاحب کھاد کے نام پر بڑے برافروختہ ہوئے۔ اور نہایت شان سے گردن ملا کے بولے۔ اچھا آپ ہم لوگوں کو کھاد سمجھتے ہیں یعنی۔۔۔۔ میں نے کہا قاضی صاحب چپ رہیے اپنے کو کیوں اتنا گندہ سمجھتے ہیں۔

یہاں پہونچ کر پھر قاضی صاحب نے مجھ پہ دعونس جمانی چاہی۔ بولے "معلوم ہے پاکستان میں" مجلس تحفظ ختم نبوت نے آپ لوگوں کی کیسی خبر لی۔ میں نے کہا معلوم ہے۔ یعنی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ ہم لوگوں کے ہاتھ میں دے دی جس نے قیامت تک آپ لوگوں کو روسیاہ کر دیا ہے۔

بس اب قاضی صاحب کے لئے وہاں بیٹھنا دشوار تھا۔ یہ صورت حال دیکھ کر عربک ٹیچر نے ان کو بہت سمجھایا۔

عربک ٹیچر۔ قاضی صاحب! میں نے احمدیت کے متعلق مولوی صاحب (سمیع اللہ) سے بہت مفصل گفتگو کی ہے۔ میں نے ان کو اپنے عقیدے اور کام پر بالکل مطمئن پایا ہے۔ یہ لوگ باتیں بھی نہایت سنجیدگی اور دلائل سے کرنے کے عادی ہیں۔ لہٰذا آپ بھی ان کی کتابوں کا سنجیدگی سے مطالعہ کریں۔ اور جب باتیں کریں تو سنجیدگی اور دلائل کا طریق اختیار کریں

قاضی صاحب۔ استغفر اللہ۔ ان کی کتابوں کا مطالعہ کرنا۔ اور ان سے بات چیت کے وقت سنجیدگی اختیار کرنا "علماء راسخون" کے مسلک کے خلاف ہے۔ اس طرح تو ان کو اپنے خیالات پھیلانے کا موقعہ ملتا ہے۔ اور کیا آپ یہ امید رکھتے ہیں کہ ہم لوگ ان کو اپنے خیالات پھیلانے کا موقعہ دیں گے۔

عربک ٹیچر۔ قاضی صاحب! یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ آپ لوگوں کے اس سلوک اور برتاؤ سے ان لوگوں کے ... [illegible] ... کے صرف خیالات ہی نہیں پھیلتے ہیں۔ بلکہ سننے والوں کے دل میں آپ لوگوں کی نفرت بھی پیدا ہوتی جاتی ہے

مگر ان باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوا اور عربک ٹیچر نے قاضی صاحب سے مایوسی کا اظہار کیا اور مجلس کا رنگ بدلنے کے لئے بیرے کو چائے لانے کا آرڈر دیا۔ مگر قاضی صاحب یہ کہکر اُٹھ گئے کہ

میں قادیانی کے ساتھ بیٹھ کر چائے نہیں پی سکتا۔

محترم شاہ محمد توحید صاحب کی وفات

بتاریخ ۸/۶۱ صبح ساڑھے چھ بجے محترم شاہ محمد توحید صاحب تہتر سال کی عمر پاکر پٹنہ ہسپتال میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ جناب ڈاکٹر سید اختر احمد صاحب اورینوی کے خسر محترم اور ارول ضلع گیا کی ہر دلعزیز اور نامور شخصیت تھے۔ آپ نے متعدد مرتبہ اپنی خداداد عقل و ذہانت اور قربانی سے فرقہ وارانہ فسادات کو فرو کیا۔ اور ہمیشہ اس علاقہ میں امن و توازن قائم رکھا آپ نہایت مخیر غرباء پرور اور اچھے مہمان نواز انسان تھے۔ سب سے بڑھکر اللہ تعالےٰ کا فضل آپ پہ یہ ہوا کہ اس علاقہ میں احمدیت کے "شجر طیب" کی تخم ریزی کے لئے اللہ تعالےٰ نے آپ کے گھر کو ہی انتخاب فرمایا۔ وہ اس طرح کہ آپ کی بیگم صاحبہ مرحومہ بنت حضرت سید ارادت حسین صاحب اورینوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نیکی تقوے اور اخلاق فاضلہ نیز حضرت سید ارادت حسین صاحبؓ کی دعاؤں کے نتیجہ میں آپ کی ساری کی ساری اولاد آغوش احمدیت میں آگئی۔ اور اور محترم شاہ صاحب مرحوم نے کبھی مخالفت نہ کی بلکہ احمدی بزرگان کی خاطر و مدارات کو اپنا شعار بنائے رکھا۔ اور بالآخر ۱۹۵۸ء میں خود بھی بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔

آپ اپنی اولاد تین لڑکے اور چار لڑکیاں پیچھے چھوڑ کر رخصت ہوئے ہیں۔ جن میں سے دو بچوں کے علاوہ باقی سب کی شادیاں بفضل اللہ ہو چکی ہیں۔ آپ کے صاحبزادگان

۱۔ محترم پروفیسر شاہ عزیز احمد صاحب
۲۔ محترم ڈاکٹر شاہ نور رشید احمد صاحب
۳۔ محترم ڈاکٹر شاہ آفتاب احمد صاحب ایم۔بی۔بی۔ایس

اور آپ کے داماد صاحبان

۱۔ محترم ڈاکٹر سید اختر احمد صاحب اورینوی پٹنہ
۲۔ محترم سید عبدالقیوم صاحب جمشید پور
۳۔ محترم سید فضل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس پٹنہ
۴۔ محترم ڈاکٹر شاہ محمد شمیم صاحب ایم۔بی۔بی۔ایس آرہ
۵۔ محترم سید سہیل احمد صاحب ایڈیشنل مجسٹریٹ ابن خانبہادر سید محی الدین احمد صاحب رانچی۔

مرحوم محترم ایک ماہ سے پٹنہ ہسپتال میں زیر علاج تھے۔ اور آپ کی اولاد اور لواحقین خدمت و تیمارداری میں مصروف و مستغرق۔ اسی دوران میں آپ کے بڑے صاحبزادہ کے بذریعہ فون اطلاع دینے اور بلانے پر خاکسار ۶/۶۱ کو رانچی سے پٹنہ پہنچا۔ اجتماعی دعا اور صدقہ کا اہتمام کیا گیا۔ دوسرے روز بیماری کا پھر شدید حملہ ہوا۔ کچھ دیر کے بعد طبیعت سنبھل گئی۔ آئندہ رات کے نو بجے پھر وہی کیفیت عود کر آئی۔ آخر ساڑھے چھ بجے صبح آپ نے اپنی جان جان آفرین کے حوالہ کر دی۔ تقریباً بارہ بجے دن نعش بذریعہ "پک اپ" ارول پہنچ گئی۔ اور باقی متعلقین بھی موٹر کاروں کے ذریعہ ساتھ ہی ساتھ پہنچ گئے۔ چار بجے بعد دوپہر آپ کو ارول میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ نماز جنازہ خاکسار نے پڑھائی غیر از جماعت دوست ہر طرح تعاون سے پیش آتے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ انہوں نے بھی کثیر تعداد کے ساتھ نماز جنازہ ادا کی

بزرگان سلسلہ و درویشان کرام اور احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ محترم شاہ صاحب مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ اور پسماندگان کا ہر طرح سے حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

خاکسار
عبدالحق نفضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ
رانچی (بہار)

دُعائے مغفرت

خاکسار کے والد صاحب محترم ایک طویل عرصہ کی علالت کے بعد مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۶۱ء کو کٹک میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہم دو بھائی اور ایک بہن آپ کی یادگار ہیں۔ تمام احباب کرام سے عاجزانہ استدعا ہے کہ دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ والد مرحوم کی مغفرت فرمائے اور بلند درجات سے نوازے۔

ناکس رحمد عمر والا باری مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

اظہارِ تعزیت

حضرت نواب محمد عبداللہ خاں صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات پر مختلف جماعتوں کی طرف سے تعزیتی قرار دادیں موصول ہوئی ہیں۔ جو سابق اشاعتوں میں دی جا چکی ہیں۔ اسی قسم کے جذبات کا اظہار مکرم بہادر خاں صاحب احمدی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ سری کاکولم نے اپنی جماعت کی طرف سے اور مکرم سید محمد سلیمان صاحب امیر جماعت احمدیہ جمشید پور نے جملہ ممبران جماعت احمدیہ جمشید پور کی طرف سے بصورت قرارداد تعزیت فرمایا ہے۔ تفصیل قرار دادیں بوجہ عدم گنجائش درج نہیں ہو سکیں۔

اسلامی عبادات کی حکمت و فلاسفی (بقیہ صفحہ ۷)

کے نتیجہ میں ہی قوم میں ایک تغیر یا انقلاب پیدا ہوتا ہے۔ قانون الہٰی

"ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم"

(یعنی اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک کہ قوم خود اپنی حالت میں ایک تغیر پیدا نہ کرے)

اسی اخلاقی، اقتصادی اور روحانی انقلاب کی طرف رہنمائی کر رہا ہے۔ کیونکہ جو قوم شدائد و مصائب برداشت کرنے کی عادی ہوگی۔ وہی وقت آنے پر اپنی جان مال، عزت اور آرام کو قربان کر کے اپنے مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب و کامران ہوگی۔

رمضان المبارک کا شمسی سال میں چکر لگانا

مندرجہ بالا بیان سے روزہ کی فضیلت اور اہمیت واضح ہے۔ روزہ جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے اسلامی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔ شریعت اسلامیہ ایک دائمی شریعت ہے۔ اس کے احکام بوجہ حکمت بالغہ پر مشتمل ہونے کے ناقابل تنسیخ۔ اس لئے اب ان بنیادی ارکان میں تبدیلی یا ترمیم کرنے کا اختیار کسی کو حاصل نہیں ہاں البتہ شریعت اسلامیہ کی بنیاد

تیسیر یعنی سہولت و آسانی پر ہے۔ اس کا کوئی حکم ایسا نہیں۔ جو انسانی طاقت سے بالا ہو۔ اور پھر ہر حکم میں غیر معمولی حالات اور ناگہانی امور کے پیش آنے پر سہولت و آسانی کی کوئی نہ کوئی گنجائش و اجازت موجود ہے۔ مثال کے طور پر رمضان المبارک کو ہی دیکھئے کہ اس کا تعلق قمری حساب سے ہے۔ اور شمسی سال میں یہ چکر لگاتا ہے۔ کبھی روزے سردی کا میں ہوں گے۔ اور کچھ عرصہ بعد بہار میں اور کچھ سال گزر جانے کے بعد گرمی میں۔ ہر ملک اور علاقہ اور عمر کے لوگ مختلف حالتوں میں رمضان المبارک کو پائیں گے۔ اور ہر زمانہ میں رمضان المبارک کی روحانی اور اخلاقی برکات سے متمتع ہونے کا اُن کو موقعہ ملے گا۔ اگر ایک موسم میں قدرے تکلیف ہوگی۔ تو دوسرے سالوں میں دوسرے موسم میں آرام و راحت بھی ملے گی۔

مرض و سفر میں روزہ کی ممانعت

نیز قرآن مجید فرماتا ہے کہ مرض اور سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھو۔ اور جب طاقت جواب دے جائے اُس وقت بھی روزہ نہ رکھو۔ ہاں اگر خدا نے تم کو صحت و توانائی دی ہے۔ اور تم کو گھر کا آرام حاصل ہے۔ تو روزہ رکھو۔ مرض اور سفر کی حالت میں چھوٹے ہوئے روزے صحت ہونے اور گھر پر واپس آنے کے بعد دوسرے ایام میں رکھ لو تاکہ گنتی پوری ہو جائے۔ ہاں البتہ جو لوگ دائمی مریض یا غیر مستطیع ہوں۔ اُن کے لئے جائز ہے۔ کہ وہ فدیہ کے طور پر ایک مسکین کا کھانا دیں۔ تاکہ ایسے شخص کو دی گئی سہولت سے ایک غریب و نادار کا پیٹ بھر سکے۔ کیونکہ روزہ کا ایک مقصود غریبوں کی غربت کا احساس اور اُن کی امداد بھی ہے

گرمی میں مزدور اور محنتی کا روزہ

ڈاکٹر تارا چند صاحب نے مزدوروں کے روزوں کے بارہ میں جو سوال آج اُٹھایا ہے اس سے ملتا جلتا ایک سوال آج سے کچھ عرصہ قبل اس زمانہ کے مامور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہوا۔ کہ

"بعض اوقات رمضان ایسے موسم میں آتا ہے کہ کاشتکاروں سے جبکہ کام کی کثرت مثل تخم ریزی و درودگی ہوتا ہے ایسے مزدوروں سے جن کا گزارہ مزدوری پر ہے روزہ نہیں رکھا جاتا۔ اُن کی نسبت کیا ارشاد ہے۔"

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا

"انما الاعمال بالنیات

یہ لوگ اپنی حالتوں کو مخفی رکھتے ہیں۔ ہر شخص تقویٰ و طہارت سے اپنی حالت سوچ لے اگر کوئی اپنی جگہ مزدور رکھ سکتا ہو تو ایسا کر لے۔ ورنہ مریض کے حکم میں ہے۔ پھر جب میسر ہو رکھ لے۔"

(بدر ۲۶ر ستمبر ۱۹۰۳ء)

یہ جواب ظاہر کر رہا ہے۔ کہ شریعت اسلامیہ میں غیر معمولی حالات پیش آنے پر سہولت کی اجازت موجود ہے۔ مگر اس اجازت کو مستقل حکم میں ترمیم و تنسیخ کا موجب نہیں بنایا جا سکتا۔

صنعتی ترقی اور روزہ

یہ ایک حقیقت ہے کہ اس زمانہ میں صنعت و حرفت نے بہت ترقی کی ہے اور یہ زمانہ مشین کا زمانہ کہلاتا ہے۔ مشین کی ایجاد سے زندگی کے ہر شعبہ میں پیداوار بڑھ گئی ہے۔ مگر اس کے ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ انسان کی سہولت و آسائش کے ذرائع بھی کافی پیدا ہو چکے ہیں۔ کام کے گھنٹے پہلے کی نسبت کم ہو رہے ہیں اور آرام کا وقت بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ مزدوروں اور کارکنوں کے لئے ہر سال ایک یا ڈیڑھ ماہ کی رخصت منظور ہے اب ایسا کارکن یا مزدور جو سال کے گیارہ مہینے دنیوی امور میں لگاتا ہے وہ سال میں ایک ماہ روحانی حکم کی تعمیل اور اپنی روح کے جلا اور تجلی قلب کے لئے بھی لگا دے۔ تو وہ دینی اور دنیوی برکات سے بہرہ ور اور متمتع ہو سکتا ہے ایسا مزدور یا کارکن اپنی استحقاقی رخصتوں کو رمضان المبارک کے لئے استعمال کر سکتا ہے ورنہ عموماً اسلامی سلطنتیں رمضان المبارک میں اپنے کارکنوں کے لئے اوقات کار میں قدرے تبدیلی کر کے روزہ رکھنے اور اُسے نباہنے کی سہولت پیدا کرتی ہیں اس طرح شرعی حکم کی تعمیل بھی ہوتی رہتی ہے۔ اور دفتری کام کو بھی کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ ہاں وہ لوگ جو غیر اسلامی سلطنت میں رہتے ہیں۔ وہ اپنی استحقاقی رخصتوں سے اس ماہ میں فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔

اسلام کے ابتدائی اور قرونِ وسطیٰ کے مسلمانوں نے نہایت ہمت و استقلال سے اسلام کی خدمت کی اور ناسازگار حالات میں بھی اسلام کے احکام پر عمل پیرا ہونا اُن کے لئے باعث فخر و سعادت تھا۔ جس کا نتیجہ یہ تھا۔ کہ وہ مسلمان دین و دنیا میں کامیاب و کامران ہوئے۔

مگر آج کا مسلمان باوجود دنیوی آرام و آسائش کے اسلامی احکام سے روگردانی اور سرتابی کرنے کے منصوبے سوچتا ہے۔ تن آسانی کی وجہ سے احکام الہٰی میں ترمیم و تنسیخ چاہتا ہے۔ وہ یورپین اقوام کے تہذیب و تمدن سے متاثر ہو کر دنیا کو ہی اپنا مقصود بنا لینا چاہتا ہے۔ مگر حالات بتاتے ہیں کہ دین میں تو وہ شکست کھا ہی چکا۔ مگر اب دُنیا بھی اس سے دور بھاگتی چلی جا رہی ہے۔ یہ خدائی انذار ہے۔ کاش ایک مسلمان ہوشیار ہو۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نہایت درد بھرے دل سے مسلمانوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اس زمانہ میں بعض مسلمان کہلانے والے ایسے بھی ہیں۔ جو کہ ان عبادات میں ترمیم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اندھے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی حکمت کاملہ سے آگاہ نہیں تزکیہ نفس کے واسطے یہ عبادات لازمی پڑی ہوئی ہے۔ ...... کم کھانا اور بھوک برداشت کرنا بھی تزکیہ نفس کے واسطے ضروری ہے اس سے کشفی طاقت بڑھتی ہے انسان صرف روٹی سے نہیں جیتا۔ بالکل ابدی زندگی کا چھوڑ دینا اپنے اوپر قہر الہٰی کا نازل کرنا ہے ...... بد نصیب ہے وہ شخص جس کو جسمانی روٹی ملی۔ مگر اُس نے روحانی روٹی کی پرواہ نہیں کی جسمانی روٹی سے جسم میں قوت ملتی ہے۔ ایسا ہی روحانی روٹی روح کو قائم رکھتی ہے۔ اور اس سے روحانی قویٰ تیز ہوتے ہیں۔"

(لیکچر لاہور الاالنذر ص۱۳)

رمضان المبارک کے بارہ میں ڈاکٹر تارا چند کی اصلاحی تجویز کا عملی جواب

یہ مادیت کا زمانہ ہے اس میں کبھی تو انسان کی جسمانی صحت کے قیام و ترقی کے لئے بہترین غذائیں اور ٹانک تجویز کئے جاتے ہیں۔ مختلف قسم کے ماکولات و مشروبات کے استعمال پر زور دیا جاتا ہے۔ اور کبھی صحت کی بحالی کے پیش نظر بعض اشیاء کے استعمال سے روک دیا جاتا ہے۔ اور طبی لحاظ سے فاقہ بھی کرایا جاتا ہے۔ تو ایک مادی انسان جسمانی طبیب و ڈاکٹر کے ان نسخوں اور طریق علاج پر کوئی اعتراض نہیں کرتا بلکہ بصدق دل قبول کر کے اس پر بخوشی عملدرآمد کرتا ہے۔ تاکہ جسمانی صحت حاصل ہو۔ مگر جب کوئی روحانی طبیب۔ نبی اور رسول انسان کی روحانی صحت کے قیام و ترقی کے لئے بعض نسخے تجویز کرتا ہے۔ تو مادی انسان جو روحانی لذات و برکات سے ناآشنا ہے۔ اعتراض کر دیتا ہے کہ یہ نسخہ انسان کو جسمانی اعتبار سے کمزور کر دے گا۔ اس نسخہ میں تبدیلی ہونی چاہیئے۔ لیکن وہ روحانی طبیب جو روحانی لذتوں سے آشنا اور روحانی ثمرات و برکات سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ وہ محبت سے آواز دیتا ہے کہ ؎

اسے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

سو رمضان المبارک خدائے حکیم و برتر کا روحانی ترقیات کے لئے تجویز کردہ نسخہ بیشمار انسانوں نے اس نسخہ کو استعمال کیا۔ اور اس کے نتیجہ میں روحانی برکات و فوائد کو پایا ہے اور اب اس زمانہ میں مامور ربانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی جماعت ڈاکٹر تارا چند صاحب اور اُن کے ہمخیال بعض مسلمانوں کی اصلاحی تجاویز کا عملی جواب ہے بفضلہ تعالیٰ احمدیہ جماعت کے افراد زندگی کے ہر شعبہ میں کام کرتے ہیں۔ وہ سرکاری ملازم بھی ہیں۔ فوج میں بھی ہیں اور دفاتر میں بھی۔ تجارت بھی کرتے ہیں اور محنت مزدوری بھی۔ وہ روزہ بھی رکھتے ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں۔ اُن کے لئے نہ نماز بوجھ ہے اور نہ ہی روزہ۔ وہ شرعی احکام پر عمل پیرا ہونا اپنے لئے سعادت سمجھتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ دینی اور دنیوی طور پر ترقی پر ترقی کرتے چلے جا رہے ہیں۔ وہ اس مادیت و الحاد کے زمانہ میں بھی مذہبی اور روحانی جذبہ سے سرشار ہیں۔ زندہ خدا پر اُن کو زندہ یقین ہے اور

شریعت اسلامیہ کے جملہ احکام کی حقانیت و حکمت پر اُنکا ایمان ہے وہ شرعی احکام میں کسی ترمیم و تنسیخ کے نہ ہی قائل ہیں اور نہ ہی اسکے طالب۔ دنیوی امور کو سرانجام دیتے ہوئے وہ دینی اور روحانی احکام کو بجا لاتے ہیں ایسے نیک احمدیوں کا وجود ہی ڈاکٹر تارا چند اور اُن جیسے اکثر مسلمانوں کا عملی جواب ہے کہ شریعت اسلامیہ کے احکام میں کسی ترمیم و تنسیخ کی ضرورت نہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو شریعت اسلامیہ کے قیام۔ محبت دین اور

موصی صاحبان توجہ فرمائیں

ہر مالی سال ختم ہونے پر جملہ موصی صاحبان کی خدمت میں فارم اصل آمد بھجوائے جاتے ہیں اور جب وہ پُر ہو کر آجاتے ہیں۔ تو موصیوں کا سالانہ حساب ان کو بھجوایا جاتا ہے۔ چنانچہ اس سال بھی فارم بھجوائے جا چکے ہیں۔ لیکن بعض موصی صاحبان نے فارم واپس نہیں بھجوائے۔ جس وجہ سے حسابات بھجوانے میں تاخیر ہو رہی ہے ایسے موصی صاحبان سے درخواست ہے کہ وہ فارم اصل آمد جلد واپس بھجوائیں۔ اگر فارم گم ہو چکے ہوں تو وہ سادہ کاغذ پر ہی گذشتہ سال یعنی ۶۱-۱۹۶۰ء (یکم مئی ۱۹۶۰ء تا ۳۰ اپریل ۱۹۶۱ء) کی اصل آمد سے اطلاع دیں اور ممنون فرمادیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

اضافہ مال کا گر

از سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا۔ بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا۔ جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجالانی چاہیئے۔ تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔"

ناظر بیت المال قادیان

چندہ جلسہ سالانہ

جن جماعتوں نے چندہ جلسہ سالانہ تا حال مرکز میں نہیں بھجوایا وہ مہربانی فرما کر جلد از جلد وصول کر کے مرکز میں بھجوائیں تاکہ جلسہ سالانہ سے قبل انتظامات کی تکمیل میں کام آسکے۔ اور قرض نہ لینا پڑے۔ جن جماعتوں کے پاس اس مد کی وصول شدہ رقم ہو وہ بلا تاخیر جلد از جلد مرکز میں بھجوادیں۔ تاکہ ان کے حساب میں محسوب ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ جملہ احباب کو اپنی رضا کے مطابق زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ کی توفیق دے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

شکرانہ فنڈ

انسان کا قاعدہ ہے کہ مختلف خوشی کی تقاریب پر مثلاً نکاح کے موقع پر، شادی پر، بچہ کی پیدائش پر، مکان کی تعمیر پر، کامیابی امتحان کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ کے حضور شکرانہ کے طور پر کچھ نہ کچھ نذرانہ پیش کرتا ہے۔

احباب کرام ایسے مواقع پر محاسب صاحب قادیان کے نام شکرانہ فنڈ میں کچھ نہ کچھ بھجوا کر اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی حاصل کرنے والے بنیں۔

ناظر بیت المال قادیان

اعلان

ماہنامہ خالد اور تشحیذ الاذہان کے بھارت کے خریدار حضرات اپنا چندہ مکرم جناب منشی عطاء الرحمٰن صاحب دار المسیح قادیان کو بھجوا دیں ان کے پاس بقایا داران کی فہرست بھی موجود ہے۔ معزز خریدار حضرات ان سے تعاون فرما کر ممنون فرمائیں۔

مینیجر ماہنامہ خالد، تشحیذ الاذہان ربوہ ضلع جھنگ

ولادت ۔ مکرم شیخ محمد ابراہیم صاحب درویش کارکن لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مورخہ ... کو پہلی لڑکی عطا فرمائی ہے۔ احباب کرام نومولودہ کی درازیٔ عمر و نیک و صالحہ بننے اور والدین کے لئے قرۃ العین ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

قاضی عبد الحمید درویش قادیان

آئندہ صوبائی اور مرکزی انتخابات کے متعلق ضروری ہدایات

امید ہے کہ آئندہ سال کے اوائل میں صوبائی اسمبلیوں اور مرکزی لوک سبھا کے انتخابات شروع ہو جائیں گے۔ اندریں بارہ احباب جماعت ہندوستان کے لئے مندرجہ ذیل ہدایات دی جاتی ہیں:-

(۱) جملہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان اپنے اپنے حلقہ میں آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے نمائندوں کے حق میں عام طور پر ووٹ دیں۔ کیونکہ کانگریس کمیٹی باوجود بعض عملی کمزوریوں کے سیکولر اصول کی حامی اور مذہبی فرقہ داری کے خلاف ہے۔ اور اسی وجہ سے ملک کے مختلف مذاہب اور اقوام سے تعلق رکھنے والے عوام و خواص اس کی تائید میں ہیں۔ اور اکثر صوبوں اور مرکز میں منتخب شدہ ممبروں کی بھاری اکثریت کانگریس کے ٹکٹ پر کامیاب ہوتی رہی ہے

(۲) موجودہ حالات میں مسلمانانِ ہند کے لئے عام طور پر اور احمدی احباب ہندوستان کے لئے خاص طور پر کانگریس کمیٹی میں شامل ہو کر اپنے سماجی اور قانونی حقوق کا تحفظ اور مادرِ وطن کی خدمت کی زیادہ سہولتیں اور مواقع میسر ہیں۔ اور کانگریس کے علاوہ دوسری سیاسی جماعتیں یا تو فرقہ داری اور تعصب کے زہر سے آلودہ ہیں یا اس پوزیشن اور مقام پر ہیں کہ ان کے ساتھ وابستہ ہو کر بہتر طور پر ملک اور قوم کی خدمت کی جاسکے۔

(۳) اگر مخصوص مقامی حالات کے ماتحت کسی جماعت کے لئے کانگریس کے نمائندہ کے حق میں ووٹ دینا مشکل ہو یا ناممکن ہو۔ اور ایسا کرنے سے ان کو کوئی خاص قومی اور جماعتی نقصان کا اندیشہ ہو تو وہ اپنے مخصوص حالات کو اپنی مقامی مجلس عاملہ کے سامنے پیش کر کے جملہ کوائف کے ساتھ مرکز سلسلہ میں رپورٹ کر کے مرکز سے مشورہ حاصل کرنے کے بعد حق رائے دہندگی کو استعمال کریں۔ لیکن یہ احتیاط رکھی جائے۔ کہ ایسی صورت میں مقامی جماعت میں انتشار یا اختلاف پیدا نہ ہو جماعت کے ووٹ اکٹھے پڑنے سے جماعت کی عزت اور وقار قائم ہوتا ہے اور جس نمائندہ کو ووٹ دیئے جاتے ہیں، اس کو بھی محسوس فائدہ پہنچتا ہے۔

احباب ان ہدایات کو پورے طور پر مدنظر رکھیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ احباب کو قوم اور ملک کا بہترین خادم اور وفا کیش شہری بننے کی توفیق دے۔ آمین۔

ناظر امور عامہ قادیان

ایک شادی کی تقریب

قادیان۔ جناب پروفیسر ہری سنگھ صاحب کی لڑکی کی شادی سردار پرجیت سنگھ ایم۔ اے ساکن نوشہرہ مجھہ سنگھ سے قرار پائی۔ اس موقعہ پر شہر کے بہت سے معززین مدعو تھے۔ جماعت کی طرف سے جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی۔ اے ناظر امور عامہ اور جناب شیخ صلاح الدین صاحب ایم۔ اے شامل ہوئے۔ دولہا اور براتیوں میں سلسلہ کا لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ جو انہوں نے بخوشی قبول کیا۔ (نامہ نگار)

زکوٰۃ

اگر آپ اپنے مال میں اضافہ اور برکت چاہتے ہیں تو زکوٰۃ ادا کریں۔ یہ ایسا تیر بہدف نسخہ ہے جو چودہ سو سال سے کبھی خطا نہیں ہوا۔ اور اس کا ضامن خدا تعالیٰ ہے۔ جس نے آپ کو مال دیا۔ اور مزید دے سکتا ہے اور جس کے خزانوں میں کبھی کمی نہیں آئی۔ آپ بھی اس آزمودہ پر عمل کر کے حسنات دارین کے وارث بنیں۔

زکوٰۃ کی جملہ رقوم محاسب صاحب قادیان کے نام ارسال کی جائیں

ناظر بیت المال قادیان

اعلان دعا

مودہا ضلع ہمیر پور یو پی سے ایک غیر مسلم خاتون کملا دیوی صاحبہ نرینہ اولاد کیلئے درخواست دعا کرتی ہیں۔ بزرگانِ سلسلہ اور جملہ احباب جماعت سے درخواست دعا کرتا ہوں کہ دعا فرمادیں اللہ تعالیٰ ان کی اس خواہش کو پورا کرے اور انکو اولاد نرینہ سے نوازے۔

خاکسار مرزا وسیم احمد ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

خبریں

نیویارک۔ ۲۰؍ اکتوبر۔ چھ ممالک سویڈن ناروے۔ ڈنمارک۔ جاپان۔ کناڈا اور آئس لینڈ سیاسی کمیٹی میں ایک قرارداد پیش کر رہے ہیں۔ جس میں روس سے اپیل کی جائے گی کہ وہ پچاس میگاٹن کے ایٹم بم کا تجربہ نہ کرے ایک امریکی سائنسدان نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ اگر اس ایٹم بم کا تجربہ کیا گیا تو اس کے تابکاری اثرات سے چالیس ہزار بچے متاثر ہوں گے اور یہ بھی ممکن ہے کہ روس اور جاپان میں کچھ لوگ مر بھی جائیں۔ گھانا کے صدر مسٹر نکروما نے پچاس میگاٹن کے تجربہ کے منصوبہ پر تشویش کا اظہار کیا ہے اور مسٹر خروشچیف سے اپیل کی ہے کہ وہ تجربہ نہ کریں یا کم از کم اس وقت تک ملتوی کر دیں جب تک کہ ایٹمی بم کے تجربات بند کرنے سے متعلق کوئی سمجھوتہ ہو۔ کل سیاسی کمیٹی میں امریکی وفد کے لیڈر مسٹر ولائی سٹیونسن نے کہا کہ اگر روس نے اپنے ایٹمی تجربات بند نہ کئے تو امریکہ اپنے تحفظ کے لئے زیر زمین اور فضا میں ایٹمی تجربات کا سلسلہ شروع کرنے پر مجبور ہوگا۔

نئی دہلی ۲۰؍ اکتوبر۔ اردو اخبارات اور کتابوں کی نمائش جس کا افتتاح کل وزیر اعظم مسٹر جواہر لال نے کیا تھا۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق آج شام کے ۵ بجے سے لوگوں کے لئے کھول دی گئی ہے۔ آج پانچ سو سے زیادہ افراد نے نمائش دیکھی۔

اردو اخبارات اور کتابوں کی یہ نمائش جو مرکزی وزارت اطلاعات و نشریات کے زیر سرپرستی وگیان بھون میں منعقد کی گئی ہے ۲۵؍ اکتوبر تک جاری رہے گی۔

اس نمائش میں آزادی کے بعد سے بھارت میں اردو ادب صحافت کی ایک واضح تصویر پیش کی گئی ہے۔ اور صحافت کے آغاز و ابتداء پر مفصل روشنی ڈالی گئی۔ اس نمائش میں ملک بھر کے ۱۰۰ سے زائد اخبارات نیز قدیم اخبارات کے عکسی فوٹو۔ مشہور صحافیوں ایڈیٹروں اور صحافیوں کی تصاویر دیکھی جا سکیں گی۔ اس کے علاوہ مختلف موضوعات پر بھارت کے مختلف ناشروں کی شائع کردہ کتابوں کا ایک حسین انتخاب بھی نمائش میں پیش کیا گیا۔

کلکتہ ۲۰؍ اکتوبر۔ بنگال مشرقی ریلوے پٹنہ رات کے دو بجکر تیس منٹ پر خوفناک [illegible] پیش آگیا۔ جبکہ اب ہاوڑہ رانچی ایکسپریس [illegible] مسافر ڈبے پٹڑی سے اتر گئے [illegible] طور پر مرنے والوں کی تعداد ۲۷ اور مجروحین کی ۱۰۵ بتائی گئی۔ ممکن ہے جلد ہی [illegible]

جانے پر مزید ۵ شخص برآمد ہوئیں۔ یہ حادثہ [illegible] ہاوڑہ سیکشن پر دل پھوم گراہ کے قریب پیش آیا۔ طبی امداد سے کر دو شخص جائے حادثہ پر پہنچ گئیں۔

واشنگٹن ۲۲؍ اکتوبر۔ امریکہ نے ایک راکٹ چھوڑا ہے جس نے زمین کے گرد چکر لگانے شروع کر دیئے ہیں۔ یہ خلا میں تانبے کی چھوٹی چھوٹی سوئیوں کو معلق کرتا جا رہا ہے۔ ۳۵ کروڑ سوئیوں سے پانچ میل چوڑی پٹی بن جائے گی۔ یہ پٹی ریڈیائی سگنل زمین پر بھیج سکے گی۔ بیان کیا جاتا ہے سائنسدانوں نے اس کارروائی کے خلاف شدید پروٹسٹ کیا تھا۔ ان کا کہنا ہے کہ اس طرح ستاروں کے مشاہدوں کے کام میں رکاوٹ پڑے گی۔ نیز یہ انسانوں کی خلا میں پرواز کی راہ پر رکاوٹ بنے گی۔ مگر صدر کینیڈی کے سائنسی کمیشن نے اس پروٹسٹ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے راکٹ چھوڑنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ چنانچہ یہ راکٹ مدار پر پہنچ گیا ہے۔ اور زمین کے گرد چکر لگا رہا ہے۔ اس نے مدار پر پہنچتے ہی سوئیاں خلا میں چھوڑنی شروع کر دیں۔

لندن ۲۲؍ اکتوبر۔ وزیر اعظم روس مسٹر خروشچیف نے اس ماہ کے آخر ۵۰ بارود کی ٹن کی طاقت رکھنے والے جس ایٹم بم کا تجربہ کرنے کا اعلان کیا ہے اس کے مہلک اثرات سے بچنے کے لئے روس کے پڑوسی ممالک نے حفاظتی تدابیر اختیار کرنی شروع کر دی ہیں۔ چنانچہ ناروے اور سویڈن نے اپنے لوگوں کو وارننگ دی ہے کہ اگر دھماکہ کے روز تیز ہوا چلے تو وہ اس بم سے گرنے والی ایٹمی راکھ سے بچنے کے لئے اپنے مکانوں کے اندر رہیں۔ اور دیگر احتیاطی تدابیر پر عمل کریں۔ ایسی ہی وارننگ جاپان سرکار نے جاری کی ہے اور لیبارٹریوں کو بم دھماکہ کے فوراً بعد ایٹمی راکھ گرنے کا پتہ لگانے کی ہدایت کی ہے۔

سٹاک ہالم ۲۳؍ اکتوبر۔ آج صبح سویڈن کی بڑی رسدگاہ واپسلا کے زلزلے اور دھماکے ریکارڈ کرنے والے آلات نے زبردست دھماکہ ریکارڈ کیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ روس کے ۵۰ میگاٹن یعنی ۵ کروڑ ٹن بارود کی طاقت والے بم کا دھماکہ ہو سکتا ہے۔ وزیر اعظم روس مسٹر خروشچیف نے جب اس بم کا دھماکہ کرنے کا اعلان کیا تھا تو مختلف ممالک نے اس کے خلاف شدید پروٹسٹ کیا تھا۔ اور مانگ کی تھی کہ روس اس بم کا دھماکہ نہ کرے کیونکہ اس سے خطرناک اثرات والی ریڈیائی گرد میں اضافہ ہو جائیگا مگر روس نے یہ پروٹسٹ مسترد کر دیا تھا۔

نئی دہلی ۲۲؍ اکتوبر۔ پردھان منتری پنڈت جواہر لال نہرو نے یہاں ایک سکول کی نئی بلڈنگ کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستان ۴۴ کروڑ افراد کا ایک کنبہ ہے۔ ان افراد کو آپس میں مل بیٹھ کر زندگی گذارنے کا طریقہ سیکھنا چاہیئے مالوگ ملک

جناب سردار پرتاپ سنگھ صاحب کیروں وزیر اعلیٰ کی بٹالہ میں آمد

بٹالہ مورخہ ۲۱/۱۰/۶۱ کو جناب سردار پرتاپ سنگھ صاحب کیروں بٹالہ میں تشریف لائے۔ ان کی متوقع آمد کے پیش نظر اہالی بٹالہ و از علاقہ ہزارہا کی تعداد میں گاندھی چوک بٹالہ پر جمع ہوئے۔ قادیان سے علاوہ بہت سے ہندو اور سکھ معززین کے سلسلہ احمدیہ کے ذمہ دار افراد جن میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ ناظر دعوۃ و تبلیغ۔ جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی۔ اے ناظر امور عامہ اجناب شیخ عبد الحمید صاحب عاجز بی۔ اے ناظر بیت المال، جناب حکیم خلیل احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت، مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے ممبر صدر انجمن احمدیہ و سرگرم رکن کانگرس کمیٹی مع دیگر احباب کے استقبال کے لئے قبل از وقت موجود تھے ½ ۹ بجے صبح کے قریب جناب وزیر اعلیٰ صاحب مع پنڈت موہن لال صاحب وزیر لوکل سیلف اور دیگر ایم۔ ایل۔ اے صاحبان اور کانگرسی لیڈروں کے بذریعہ موٹر جالندھر سے تشریف لائے۔ ان کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے گئے۔ اور پرجوش نعروں سے استقبال کیا گیا۔

استقبال کے بعد جناب وزیر اعلیٰ صاحب مقامی سرکاری ہاسپٹل کی ایک تقریب میں شامل ہوئے۔ اور پھر ریسٹ ہاؤس میں آکر لوگوں سے بات چیت کرکے ان کی ضروریات اور مشکلات توجہ سے سنیں۔

½ ۱ بجے آپ کے اعزاز میں اہالی بٹالہ کی طرف سے لنچ دیا گیا جس میں احباب جماعت میں سے جناب مولوی عبد الرحمن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ ناظر دعوت و تبلیغ اور جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی۔ اے ناظر امور عامہ بھی مدعو تھے۔ لنچ سے فارغ ہو کر جناب کیروں صاحب نے ہزارہا کے مجمع میں تقریر کی جس میں شرح و بسط سے حکومت پنجاب کی تعمیری کارگذاریوں اور اکالی ایجی ٹیشن اور برت کے پس منظر کو واضح کیا۔ تقریر بہت دلچسپ اور مؤثر تھی۔

(نامہ نگار)

پروگرام تبلیغی دورہ جماعت ہائے احمدیہ جموں و پونچھ

علاقہ جموں و پونچھ کی جماعتوں کا تبلیغی و تربیتی دورہ سال گذشتہ کی طرح امسال بھی بہ تفصیل ذیل ترتیب دیا گیا ہے۔ ان جماعتوں کے جملہ عہدیداران و احباب سے درخواست ہے کہ وہ ہر ممکن تعاون فرماتے ہوئے اس دورہ کو زیادہ سے زیادہ مفید اور کامیاب بنائیں۔ اور مبلغین کا وفد آنے سے قبل اپنی جماعتوں میں جلسوں کے لئے تجویز اور دیگر انتظامات مکمل فرمائیں۔ مرکز کی طرف سے مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ کلکتہ کو بھجوایا جا رہا ہے۔ تبلیغی دورہ میں مکرم پراونشل امیر ابو محمد یوسف صاحب کے علاوہ مقامی مبلغ اپنے اپنے علاقہ میں وفد کے ساتھ ہوں گے۔ وفد کے قیام و طعام اور جلسوں کے انعقاد کا انتظام مقامی جماعتوں کے ذمہ ہوگا۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

جماعتوں میں پہنچنے کی تاریخ	آمد مقام از	جماعتوں سے روانہ ہونے کی تاریخ	روانگی از مقام	
۷؍ نومبر	جموں بوقت شام	۸؍ نومبر	جموں بوقت صبح	
۸؍ ؍؍	پونچھ ؍؍ ؍؍	۱۱؍ ؍؍	پونچھ ؍؍ ؍؍	۹؍ اور ۱۰؍ پونچھ میں قیام رہے گا جمعہ کی نماز پونچھ میں ادا ہوگی
۱۱؍ ؍؍	پٹھانا تیر براستہ کوٹلی	۱۲؍ ؍؍	پٹھانا تیر صبح	
۱۲؍ ؍؍	سلواہ صبح	۱۳؍ ؍؍	سلواہ صبح	
۱۳؍ ؍؍	مینڈھر دوپہر	۱۴؍ ؍؍	مینڈھر ؍؍	
۱۴؍ ؍؍	چارکوٹ صبح دس بجے	۱۶؍ ؍؍	چارکوٹ ؍؍	
۱۶؍ ؍؍	جموں شام	۱۷؍ ؍؍	جموں ؍؍	
۱۷؍ ؍؍	بھدرواہ	۱۹؍ ؍؍	بھدرواہ	
۱۹؍ ؍؍	جموں برائے واپسی قادیان			

کو مضبوط بنانے کا بہت زیادہ پرچار کرتے ہیں لیکن [illegible] تمام لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ ایک [illegible] بنانے کیلئے کون کون سے عناصر ضروری ہیں۔ اگر ہم

اگر ہم نے مکر آگے بڑھنا ہے تو ہمیں اپنے اندر ایثار کا مادہ اور ایکتا کا جذبہ پیدا کرنا چاہیئے۔ پنڈت نہرو نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ سکول ہی میں مستقبل